www.KitaboSunnat.com

الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر منها اختلف

(بخاری کتاب بداء الخلق؛ باب الارواح جنود مجندۃ)

سب روحیں جمع شدہ لشکروں کی صورت میں تھیں، جن کی وہاں آپس میں جان پہچان تھی ان کی یہاں بھی آپس میں محبت ہوتی ہے اور جو وہاں ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھیں یہاں بھی ان کے مابین اختلاف ہوتا ہے۔

اس حدیث سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جن روحوں کی اس عالم محسوس میں وارد ہونے سے پہلے آپس میں جان پہچان ہوتی ہے ان کے درمیان یہاں انسانی پیکر میں آنے کے بعد بھی قدرتی طور پر محبت پائی جاتی ہے اس سے تھوڑا ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ''جن کا وہاں آپس میں تعارف ہوتا ہے ان کا یہاں بھی تعارف ہو جاتا ہے'' قصہ گو (عبدالواحد چشتی) کا یہ بیان کہ سیاہ فام حور جو گدڑی اوڑھے نماز پڑھ رہی تھی ''اور ان کے قریب ہی بکریاں اور بھیڑیے اکھٹے چر رہے تھے، اس قصے کے جھوٹے ہونے کی چوتھی دلیل ہے۔ اس جملے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ بھیڑیے بھی بکریوں کی طرح گھاس ہی چر رہے تھے۔ آج تک تو یہی سنا ہے کہ بھیڑیے گھاس نہیں چرتے۔ لیکن جس زمانے کا یہ قصہ ہے شاید اس زمانے میں گھاس چرنے والے بھیڑیوں کی کوئی خاص نسل دنیا میں پائی جاتی ہو جو ڈائینوسار کی طرح بعد میں مرور زمانہ کی وجہ سے معدوم ہو گئی ہو!

صد شکر کہ عبدالواحد چشتی نے یہ کہنے پر اکتفا کیا کہ بکریاں اور بھیڑیے اکھٹے چر رہے تھے اگر وہ جوش خطابت میں یہ فرما دیتے کہ بھیڑیے، بکریوں کے تھنوں سے منہ لگائے دودھ پی رہے تھے تو اس صورت میں بھی ''شیخ الحدیث صاحب'' شاید اس قصہ کو نقل کرنے میں تامل نہ کرتے!

بہر کیف ہمارے لیے یہ بات ناقابل قبول ہے کیونکہ اس قصے میں بھیڑیوں کو ان کی جبلت کے خلاف بکریوں کے شانہ بشانہ چرتے ہوئے دکھایا گیا ہے! یہ بات اس لیے ناقابل قبول ہے کہ یہ علامات قیامت میں سے ہے۔ جیسا کہ سورۃ التکویر میں علامات قیامت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿التکویر: ۵﴾

اور جب وحشی جانور اکھٹے کیے جائیں گے۔

لیکن کوئی بات خواہ کتنی ہی ناقابل یقین اور ناممکن ہو ''شیخ الحدیث صاحب'' چٹکیوں میں اسے ممکن بنا دیتے ہیں اس قصے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''یہ عجیب بات میں نے اپنے چچا جان مولانا الیاس صاحب کے یہاں ہمیشہ دیکھی ہے کہ ان کے مکان میں کئی کئی بلیاں اور مرغیاں تمام دن مکان میں اکھٹی پھرتی رہتیں، پڑی گری چیز کھاتی رہتیں، نہ وہ مرغیاں، بلیوں سے بھاگتیں نہ وہ بلیاں مرغیوں کو کچھ کہتیں''۔ (بحوالہ ایضاً)

تبلیغی بھائی غور کریں کہ سورۃ التکویر کی ایک آیت نے اس سارے قصہ ہی کو لغو اور بے بنیاد ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اگر کوئی مرغیوں اور بلیوں کے اکھٹا چرنے چگنے پر اعتراض کرتا ہے تو اس کو معلوم ہو ''شیخ الحدیث صاحب'' نے واضح کر دیا ہے کہ جن مرغیوں اور بلیوں کا قصہ وہ بیان کر رہے ہیں وہ عام قسم کی مرغیاں اور بلیاں ہرگز نہیں تھیں وہ تو ان کے چچا جان مولوی الیاس صاحب (تبلیغی جماعت کے بانی) کے گھر کی رونق تھیں۔ اور یہ بھی تبلیغی جماعت کی امتیازی صفت ہے کہ اس جماعت کے افراد اختلافِ عقائد کے باوجود لوگوں سے جوڑ پیدا کرنے اور موحد و مشرک اور عالم و جاہل کو چھ خود ساختہ نمبروں پر متفق کرنے کا فن جانتے ہیں۔ لہٰذا دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ بانی جماعت جناب مولوی الیاس صاحب کی مرغیاں، بلیوں سے دوستی نبھانے اور ان سے جوڑ پیدا کرنے کا گر بھی بخوبی جانتی ہوں گی!

یہ ہے وہ نصاب جو ''شیخ الحدیث صاحب'' نے نبی آخر الزمان ﷺ کی اُمت کی اصلاح کے لیے مرتب کیا ہے! اب جبکہ تبلیغی نصاب پر تبصرہ ختم ہوا چاہتا ہے اور حسب دستور ہم حرف آغاز سے لے کر یہاں تک کے مباحث کا ایک مرتبہ پھر سرسری نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں تو قرآن پاک کی ایک آیت رہ رہ کر ہمیں یاد آتی ہے۔ آپ بھی پڑھ لیجیے آپ کا دل ضرور گواہی دے گا کہ ہم نے یہ آیت برمحل نقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿لقمٰن : ٦﴾

اورلوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جولغو حکایات خریدتا ہے تاکہ بے علمی سے لوگوں کو اللہ کے راستے سے گمراہ کردے اوراس کی ہنسی اڑائے۔ان لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

قرآن پاک کی اسی آیت پر تبلیغی نصاب پر تبصرہ مکمل ہو گیا ہے۔جبکہ فضائل کے سلسلے کی دو کثیر الاشاعت کتابیں ابھی باقی ہیں۔چونکہ تبلیغی جماعت میں یہ کتابیں بھی بہت مقبول ہیں اوران کا بھی ذوق وشوق سے مطالعہ کیا جاتا ہے اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسی سلسلہ بیان میں ان کا جائزہ پیش کردیا جائے تاکہ تبلیغی جماعت کے عقائد ونظریات کے بارے میں کسی کے ذہن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور ہر بات روز روشن کی طرح واضح ہوجائے۔ان میں سے ایک کتاب کا نام فضائل حج اور دوسری فضائل درود ہے۔

فضائل حج

’’شیخ الحدیث‘‘ مولوی محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی یہ کتاب (فضائل حج) کئی ادارے شائع کررہے ہیں ہمارے پاس تاج کمپنی کی مطبوعہ کتاب ہے جس کے تین سو اٹھائیں (۳۲۸) صفحات ہیں۔لیکن افسوس کی بات ہے کہ صرف ایک سوتیس (۱۳۰) صفحے حج وعمرے سے متعلق ہیں اور اس کے علاوہ جو مواد اس کتاب میں ہے اس کا اصل موضوع سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔اوراس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ حج وعمرے کے بیان میں بھی جابجا شرکیہ قصے نقل کرکے حج وعمرہ کو بازیچہ اطفال بنادیا گیا ہے ان اساطیر کی چند جھلکیاں آپ آنے والے اوراق میں دیکھ لیں گے۔لیکن سب سے پہلے ہم فضائل حج کی وجہ تالیف سے متعلق آپ کو ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ کے ارشادات سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ ’’میرے چچازاد بھائی عزیزی الحافظ الحاج مولوی محمد یوسف سلمہ، جو الولد سر لابیہ کے ضابطہ کے موافق اس ایمانی تحریک کی دعوت میں اپنے والد صاحب (مولوی الیاس) کے قدم بقدم اوراس جذبے میں ان کے صحیح اور حقیقی وارث ہیں، ان پر دو سال سے

حجاز میں اس تحریک کو فروغ دینے کا جذبہ ہے ....اس کے علاوہ حجاج کی جماعت جو ہر سال ہزاروں کی تعداد میں حج کو جاتی ہے، وہ حج کے فضائل اور ثمرات اور برکات سے ناواقفیت اور آداب حج کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے جس دینی جذبے اور جن برکات کے ساتھ اس کو واپس آنا چاہیے، اس سے اکثر خالی ہاتھ واپس آتی ہے۔ان وجوہ سے عزیزی موصوف کا دو سال سے اصرار تھا کہ حج وزیارت کے فضائل میں بھی چند احادیث کا ترجمہ اُمت کے سامنے پیش کروں تاکہ حج کو جانے والے حضرات ان احادیث کی برکت سے اسی ذوق وشوق کے ساتھ جائیں جوان کے شان کے مناسب ہو اور حج سے واپسی بھی انہی دینی جذبات کے ساتھ ہو جو اس مبارک اور نہایت اہم عمل کے مناسب ہو ....‘‘ (فضائل حج : ۶،۷)

ان ارشاداتِ عالیہ سے ثابت ہے کہ ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ نے امت کے فائدے کے لیے ہی اس موضوع پر قلم اٹھایا تھا بالخصوص ان کا مقصد حجاج اور عازمین حج کی ذہنی واخلاقی تربیت کرنا تھا اوران کو حج کے آداب وفضائل سے آگاہ کرنا تھا لیکن قلم ہاتھ میں لیتے ہی ان کی نیت بدل گئی اور فضائل حج پر چند احادیث بیان کرنے کے بعد وہ ’’فضائل حج‘‘ کا پیٹ اس قسم کے مواد سے بھرتے چلے گئے کہ اس کتاب سے استفادہ کرکے کوئی شخص سفر حج کی مشقتوں اور دولت کے ضیاع کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کرسکتا! بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ اس کتاب میں پائے جانے والے شرکیہ مضامین سے اثر قبول کرکے بے شمار لوگ اپنا حج اور عمرہ برباد کرچکے ہوں گے۔فضائل حج کے بارے میں ہمارے اس موقف میں کتنا وزن ہے اس کا فیصلہ آئندہ سطور کا مطالعہ کرکے خود آپ کا ضمیر کرے گا۔

ایک صوفی اور شیطان کی باہمی ملاقات کا دلچسپ واقعہ

لیجیے، بانی جماعت مولوی الیاس کے صاحبزادے مولوی محمد یوسف صاحب کے اصرار پر لکھی گئی کتاب (فضائل حج) کا پہلا اقتباس ملاحظہ فرمائیے ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ رقمطراز ہیں کہ ’’صوفیہ میں سے ایک صاحبِ کشف کا قصہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ ان کو عرفہ کے دن شیطان نظر آیا کہ بہت کمزور ہورہا ہے، چہرہ زرد پڑا ہے۔آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، کمر سے سیدھا کھڑا نہیں ہوا جاتا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُھک رہی ہے۔ ان بزرگ نے اس سے پوچھا تو کیوں رورہا ہے۔ اس نے کہا مجھے یہ چیز رلا رہی ہے کہ حاجی لوگ بلا تجارت وغیرہ کے اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ مجھے یہ ڈر اور رنج ہے کہ وہ پاک ذات ان کو نامراد نہیں رکھے گی، اس غم میں رورہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تو دُبلا کیوں ہوگیا ہے؟ اس نے کہا گھوڑوں کی آوازوں سے جو ہر وقت اللہ کے راستوں میں (حج، عمرہ، جہاد وغیرہ) پھرتے ہیں۔ کاش یہ سواریاں میرے راستے (لہو ولعب، بدکاری، حرام کمائی وغیرہ) میں پھرتیں تو مجھے کیسی اچھی لگتیں۔ انہوں نے فرمایا تیرا رنگ ایسا زرد کیوں پڑ گیا؟ اس نے کہا کہ لوگ ایک دوسرے کو نیکیوں پر آمادہ کرتے ہیں، اس کام میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، اگر یہ آپس کی امداد واعانت گناہوں کے کرنے میں ہوتی تو میرے لیے کس قدر مسرت کا سبب ہوتی۔ انہوں نے فرمایا تیری کمر کیوں جھک گئی ہے؟ اس نے کہا بندہ ہر وقت کہتا ہے کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر عطا کر۔ ایسا شخص جس کو اپنے خاتمہ کا ہر وقت فکر ہے کب اپنے کسی عمل پر گھمنڈ کرے گا"۔ (فضائل حج : ۱۹)

تبلیغی بھائیو! اس سے پیشتر ہم اس بات کے کئی ثبوت پیش کرچکے ہیں کہ "شیخ الحدیث صاحب" شریعت کی بجائے دینِ تصوف (خانقاہی دین) کے علمبردار تھے۔ امام غزالی کے حوالے سے کسی صاحبِ کشف کا یہ قصہ جو انہوں نے فضائل حج کے ابتدائی صفحات میں نقل کیا ہے، اس بات کا تازہ ثبوت ہے۔ اب بھی اگر آپ کو ہماری بات پر اعتبار نہ آئے تو یہ ناانصافی ہوگی "شیخ الحدیث صاحب" نے یہ قصہ یوم عرفہ کی فضیلت کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ آپ ہی بتائیں کہ اس جھوٹے قصہ سے یوم عرفہ کی کیا فضیلت ثابت ہوئی۔ اس طرح کا کوئی واقعہ آج تک کسی صاحبِ ایمان کے ساتھ پیش نہیں آیا اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا، کیونکہ شیطان لعین کا انسانی شکل میں نظر آنا نبی ﷺ کے دور کے بعد تو ثابت نہیں اور قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

﴿إِنَّهُ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف : ۲۷)

بے شک وہ (شیطان) اور اس کا قبیلہ تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے قطع نظر اس سے کہ جن وانس کی اکثریت شیطان کی دوست اور رفیق ہے تاہم شیطان خود

بے حجابانہ کسی کے سامنے نہیں آتا بلکہ وہ چھپ چھپا کر اور پردے میں مستور رہ کر ہی اپنا کام کرتا ہے۔ سورۃ الاعراف کی اس آیت میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے البتہ معجزات کی بات اور ہے کہ یہ عام قانون سے مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

نبی ﷺ نے فرمایا کہ گذشتہ رات ایک خبیث جن نے میری نماز توڑنے کے لیے مجھ پر حملہ کردیا یا ایسا ہی کچھ فرمایا۔ لیکن اللہ نے اس کو میرے قابو میں کردیا، میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں صبح کو تم سب اس کو دیکھو، پھر مجھ کو بھائی سلیمان ؑ کی یہ دعا یاد آگئی کہ اے ربّ مجھ کو ایسی حکومت عنایت کر جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔ روح (راوی) نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے ذلت کے ساتھ اس کو بھگا دیا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر: تفسیر سورۃ ص)

یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے حملہ آور ہونے والے شیطان جن کو دیکھ لیا لیکن اس پر گرفت پانے کے باوجود اس کو باندھنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو دکھانا آپ ﷺ نے نامناسب جانا کیونکہ اُسی وقت آپ ﷺ کو احساس ہوگیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم میں صرف سلیمان ؑ کو شیاطین جنات پر حکومت کا حق دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ ص اور سورۃ سبا میں تفصیلاً مذکورہ ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور حدیث سے ثابت ہے کہ ابوھریرہ ؓ کے پاس مسلسل تین راتوں تک شیطان ایک انسان کے روپ میں آتا رہا لیکن وہ بھی اس کو شناخت نہیں کرپائے۔ امام بخاریؒ نے اس ضمن میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ

ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ کو صدقہ فطر کی حفاظت پر مامور کیا، ایک آنے والا آیا اور لپ بھر بھر کر اناج لینے لگا، میں نے اس کو پکڑا، میں نے کہا اللہ کی قسم میں تجھ کو رسول ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا میں محتاج ہوں بال بچے والا ہوں اور بہت ضرورت مند ہوں لہٰذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے پوچھا، ابوھریرہ گذشتہ رات کو تیرے قیدی کا کیا حال ہوا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے بڑی محتاجی اور عیالداری کا شکوہ کیا۔ مجھے رحم آیا میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خبردار رہ وہ جھوٹا ہے اور پھر آئے گا۔ چنانچہ دوسری رات پھر یہی واقعہ پیش آیا اور تیسری رات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ آیا تو میں نے کہا اب میں تجھے ضرور رسول ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ کہنے لگا مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو چند کلمات بتاتا ہوں جس کا اللہ تجھ کو فائدہ دے گا۔ میں نے کہا وہ کون سے کلمات ہیں۔ اس نے کہا جب تو سونے کے لیے اپنے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیرا نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ پھٹکے گا۔ یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول ﷺ نے پوچھا! ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رات کو تیرے قیدی کا کیا ہوا میں نے سب ماجرا سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (آیۃ الکرسی کی فضیلت کے بارے میں) اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے، اے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ جانتے ہو تین راتوں سے کون تیرے پاس آتا رہا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الوکالۃ؛ باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئا............)

تبلیغی بھائیو! آپ نے دیکھا کہ صحابی رسول ﷺ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شیطان مسلسل تین راتوں تک آتا رہا لیکن وہ اس خبیث کو نہیں پہچان پائے۔ لیکن آپ کے "شیخ الحدیث صاحب" نے امام غزالی کے حوالے سے ایک جھوٹا قصہ نقل کر کے کسی صاحبِ کشف صوفی کی یہ فضیلت بتائی ہے کہ اس نے پہلی ہی نظر میں شیطان کو اس طرح پہچان لیا جس طرح کوئی دوست اپنے دیرینہ دوست کو دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے! اور اس ملاقات کے دوران شیطان نے اپنا دکھڑا ابھی بالکل اسی انداز سے سنایا جس طرح کہ ایک بے تکلف دوست کو سنایا جاتا ہے۔ غور فرمایا آپ نے! اور سنیئے:

زین العابدین (علی بن حسین رحمہ اللہ) کے حج کا قصہ

گزشتہ اوراق میں آپ زین العابدین (علی بن حسن رحمہ اللہ) کی نماز کا یہ قصہ فضائل اعمال کے حوالے سے پڑھ آئے ہیں کہ "وہ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے اور یہ کہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا" اب فضائل حج کے حوالے سے آنجناب کے حج کا قصہ سماعت فرمایئے۔ "شیخ الحدیث صاحب" رقمطراز ہیں کہ "حضرت علی زین العابدینؒ نے جب حج کے لیے احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور بدن پر کپکپی آ گئی اور لبیک نہ کہہ سکے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ

نے احرام کے شروع میں لبیک نہیں کہی تو فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے جواب میں لَا لَبَّیْکَ نہ کہا جائے "یعنی تیری حاضری معتبر نہیں" اس کے بعد بڑی مشکل سے لبیک کہا تو غشی آ گئی اور اونٹنی پر سے گر گئے اس کے بعد جب لبیک کہتے یہی حال ہوتا۔ سارا حج اسی طرح پورا کیا"۔ (فضائل حج : ۲۳،۲۴)

بلا تبصرہ

قصہ ایک بزرگ کا جن کو ستر (۷۰) برس تک لبیک کے جواب میں لا لبیک کی آواز سنائی دیتی رہی

"شیخ الحدیث صاحب" نے کسی حوالے کے بغیر یہ قصہ نقل کیا ہے کہ "ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں ستر (۷۰) برس رہے اور برابر حج اور عمرہ کرتے رہے لیکن جب وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے اور لبیک کہتے تو جواب لا لبیک ملتا۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان نے ان کے ساتھ ہی احرام باندھا اور ان کو جب لبیک کا جواب ملا تو اس نے بھی سن لیا تو وہ کہنے لگا چچا جان! آپ کو تو لا لبیک کہا گیا۔ کہنے لگے کہ بیٹا تو نے بھی سنا اس نے کہا میں نے بھی سنا ہے۔ اس پر شیخ روئے اور کہنے لگے کہ بیٹا میں تو ستر (۷۰) برس سے یہی جواب سن رہا ہوں۔ جوان نے کہا پھر آپ کیوں اتنی مشقت ہمیشہ اٹھاتے ہیں؟ شیخ نے کہا کہ بیٹا اس کے سوا اور کون سا دروازہ ہے جس کو پکڑ لوں، اور اس کے سوا اور کون میرا ہے جس کے پاس جاؤں! میرا کام تو کوشش ہے، وہ چاہے رد کرے یا قبول کرے۔ بیٹا! غلام کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اتنی بات کی وجہ سے آقا کے در کو چھوڑ دے۔ یہ کہہ کر شیخ رو پڑے۔ حتیٰ کہ آنسو سینے تک بہنے لگے۔ اس کے بعد پھر لبیک کہی تو جوان نے بھی سنا کہ جواب میں کہا گیا کہ ہم نے تیری پکار کو قبول کر لیا اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک شخص کے ساتھ جو ہمارے ساتھ حسنِ ظن رکھے، بخلاف اس کے جو اپنی خواہشات کا اتباع کرے، اور ہم پر اُمیدیں باندھے۔ جوان نے جب یہ جواب سنا تو کہنے لگا چچا جان! تم نے بھی یہ جواب سنا؟ شیخ یہ کہہ کر کہ میں نے سن لیا اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں"۔ (فضائل حج : ۲۴،۲۵)

چونکہ اس قصہ کو "شیخ الحدیث صاحب" نے فضائل حج میں جگہ دی ہے، اس لیے تبلیغی بھائیوں کو تو اس میں عیب والی کوئی بات نظر آنی محال ہے لیکن ہمیں یہ قصہ اسلامی تعلیمات کے سو فیصد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ لبیک کے جواب میں کسی نام نہاد بزرگ کو ستر (۷۰) برس تک لا لبیک کی صدا سنائی دینا اور آخری مرتبہ مالکِ عرش کی طرف سے یہ ارشاد ہونا کہ ”ہم نے تیری پکار کو قبول کر لیا ہے اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں.........“ جلی وحی کی قسم سے ہے۔ جبکہ وحی کی یہ قسم نبوت کی متقضی ہے۔

صاف عیاں ہے کہ تصوف کے کسی روگی نے یہ ڈرامہ تیار کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب ان کے شیوخ سلوک کی منزلیں طے کرتے کرتے مقام نبوت تک پہنچ جاتے ہیں تو ان پر وحی کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا منفرد قصہ نہیں ہے بلکہ اس مضمون کے ہزاروں قصے عوام میں مشہور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہر خاص وعام اور عالم وجاہل اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ صوفی کا اللہ تعالیٰ سے براہ راست رابطہ ہوتا ہے اور اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات حکم الٰہی کا درجہ رکھتی ہے۔ ”شیخ الحدیث صاحب“ نے بھی یہی کچھ ثابت کرنے کے لیے اس قصہ کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مقصد ان کے پیش نظر نہیں تھا۔ اے کاش تبلیغی بھائیوں کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ ”شیخ الحدیث صاحب“ انہیں جس پٹڑی پر چڑھا گئے ہیں وہ آگے سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور جس گاڑی میں وہ سوار ہیں وہ چند میل کا سفر طے کرنے کے بعد انتہائی خوفناک حادثے کا شکار ہونے والی ہے!

قصہ ایک بدنصیب نوجوان کا جسکی روح لبیک کہتے ہی پرواز کر گئی

مسامرات نامی کسی کتاب کے حوالے سے ”شیخ الحدیث صاحب“ نے یہ دردناک قصہ نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں ”ابو عبداللہ جلاء کہتے ہیں کہ میں ذوالحلیفہ میں تھا۔ ایک نوجوان نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا، اور وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ میرے رب مجھے ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور تو لا لبیک کہہ دے۔ کئی مرتبہ یہی کہتا رہا آخر ایک مرتبہ اس نے زور سے لبیک اللھم کہا اور اسی میں اس کی روح نکل گئی“۔ (فضائل حج : ۲۵)۔

یہ بھی مذکورہ ماقبل قصے کی طرح ہے جس پر کیا گیا تبصرہ اس کے لیے کافی ہے۔

ایک لطیفہ

تبلیغی بھائیو! یہ لطیفہ تاج کمپنی نے فضائل حج کے آخر میں ڈسٹ کور پر لکھا ہے لکھتے ہیں کہ

”اس کتاب میں وہ روایتیں نہیں ہیں جنھیں حق وصداقت سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ نہ وہ حکایتیں ہیں جن کی بنیاد جھوٹ اور دروغ پر ہوتی ہے۔ اس کتاب میں دماغ سوزی اور عرق ریزی سے عربی زبان کی ان روایتوں اور حکایتوں کا سلیس اور شگفتہ اُردو میں ترجمہ پیش کیا ہے جو اپنی اثر آفرینی اور افادیت کے اعتبار سے اس کی مستحق ہیں کہ ہر مسلمان مرد، ہر مسلمان عورت، ہر مسلمان لڑکا، اور ہر مسلمان لڑکی انہیں پڑھے۔ یہ روایتیں اور حکایتیں زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں۔ یہ زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتی ہیں۔ ان میں وہ سب کچھ ہے جس کی ایک مسلمان ہی کو نہیں، ہر انسان کو اپنی زندگی بنانے، تعمیر کرنے اور سلجھانے کے سلسلہ میں ضرورت پیش آتی ہے۔

ع   عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ اس عمل کا پیام ہے جو جنت کی طرف رہنمائی کرتا ہے“۔

تاج کمپنی قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتب شائع کرنے والا بہت بڑا ادارہ ہے۔ یہ ادارہ جو کتاب شائع کرتا ہے منافع کمانے کے لیے ہی شائع کرتا ہے۔ اور یہ مقصد اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب اس کی مطبوعات زیادہ سے زیادہ تعداد میں فروخت ہوں۔ چنانچہ اس نقطہ نظر سے ”فضائل حج“ کے بارے میں درج بالا تشہیری جملے نہایت موزوں ہیں۔ لیکن تاج کمپنی کے ارباب اختیار سے ہم معذرت کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ”فضائل حج“ میں درج یہ خوبصورت جملے تحقیق کے بعد لطیفہ ثابت ہو رہے ہیں!

چھ آدمیوں کے طفیل چھ لاکھ کا حج مقبول ہوا

”شیخ الحدیث صاحب“ نے بغیر کسی حوالے کے یہ پُرکشش اور امید افزا قصہ فضائل حج میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ”علی بن موفق کہتے ہیں کہ میں عرفہ کی شب میں منیٰ کی مسجد میں ذرا سویا تو میں نے خواب میں دیکھا دو (۲) فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اترے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ تو اس پوچھنے والے نے خود ہی کہا کہ چھ لاکھ آدمی ہیں۔ اس نے پھر سوال کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اس نے خود ہی بتایا کہ ان میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا۔ یہ کہہ کر دونوں آسمان کی طرف چلے گئے۔ ابن موفق کہتے ہیں کہ خواب کی وجہ سے گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی۔ اور مجھے بڑا سخت فکر وغم سوار ہوگیا۔ خود اپنے بارے میں سوچ میں پڑ گیا کہ کل چھ آدمی ہیں جن کا حج قبول ہوا، میں بھلا ان میں کیسے ہوسکتا ہوں۔ اس کے بعد عرفات سے واپسی پر بھی مجمع کو دیکھ رہا تھا اور سخت فکر میں تھا کہ اتنا بڑا مجمع اور اس میں صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا۔ مزدلفہ میں اسی سوچ میں میری آنکھ لگ گئی تو وہی دو فرشتے پھر نظر آئے۔ اور وہی سوال وجواب جو اوپر گذرے آپس میں کیے۔ اس کے بعد اس فرشتے نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے اللہ جل شانہٗ نے اس میں کیا حکم فرمایا؟ دوسرے نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ اس نے کہا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان چھ میں سے ہر ایک کے طفیل میں ایک ایک لاکھ کا حج قبول کرلیا جائے۔ ابن موفق کہتے ہیں کہ پھر میری آنکھ کھلی تو مجھے اتنی خوشی ہورہی تھی کہ بیان سے باہر ہے''۔ (فضائل حج : ۲۶،۲۵)

خواب کے اس قصہ کے بعد انہی بزرگ کا ایک اور قصہ منقول ہے کہ انہوں نے پچاس حج کیے اور سب کا ثواب دوسروں کو بخش دیا اور پھر ایک حج میں اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کے طفیل اللہ نے سب کے حج قبول کرلیے''۔ (فضائل حج : ۱۲۳)

تبلیغی بھائیو! آپ نے بارہا یہ جملہ سنا ہوگا کہ ''تصوف کا مقصد بندے کو اللہ سے ملانا ہے'' لیکن یہ صرف کہنے کی بات ہے۔ ورنہ تصوف کا حقیقی مقصد ومدعا اور غرض وغایت بندے کو خصوصی تعلیمات کے زیور سے آراستہ کر کے مقام الوہیت تک پہنچانا اور اس کو اللہ کا شریک اور ہمسر بنانا ہے۔ جن مشاہیر تصوف کو ''فنافی اللہ'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے انہوں نے خود بھی اپنی کتابوں میں فنافی اللہ ہونے کا یہی مفہوم بتایا ہے اور لوگوں کی اکثریت کا بھی ان کے بارے میں یہی خیال ہے کہ یہ بزرگانِ تصوف اُلوہی صفات کے مالک تھے۔ اب یہ بھی سن لیجیے کہ اہل تصوف بعض وجوہات کی بنا پر براہ راست فنافی اللہ کے مرتبے پر فائز ہونا پسند نہیں کرتے بلکہ زینہ بزینہ بام عروج تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلے مرحلے میں یعنی سیر وسلوک کے آغاز میں ''فنافی الشیخ'' ہوتے ہیں۔ پھر ''فنافی الرسول'' اور پھر ترقی کرتے کرتے بزعم خود ذاتِ الٰہی میں فنا ہوکر بقا حاصل کرلیتے ہیں۔

اس مرتبے پر پہنچی ہوئی ہستیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان سے بلاواسطہ کلام کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ براہِ راست ان کی رہنمائی فرماتا ہے، اور جو کم ہمت فنافی الرسول کے مقام پر اٹک کر رہ جاتے ہیں ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی وساطت سے ان کی طرف پیغامات بھیجتا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں اُمید ہے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ آپ کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے ابن موفق کے قصہ سے یہی بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ بزرگ فنافی الرسول کے مرتبے پر پہنچے ہوئے تھے اور آخری مرتبے کے خواہش مند تھے۔ ابن موفق کا قصہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کا چربہ معلوم ہوتا ہے۔ حدیث یہ ہے

''ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا، آپ ﷺ کو ایسا خیال آتا تھا جیسے ایک کام کر رہے ہیں حالانکہ اس کو کرتے نہ ہوتے، ایک دن ایسا ہوا آپ ﷺ میرے پاس تھے آپ ﷺ نے اللہ کو پکارا، دعا کی پھر فرمانے لگے، اے عائشہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے اللہ سے جو بات پوچھی تھی وہ اللہ نے مجھے بتلادی؟ میں نے عرض کیا فرمایئے کیا بات تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا دو فرشتے میرے پاس آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھا ایک پاؤں کی طرف، ایک نے دوسرے سے کہا ان صاحب کو کیا عارضہ ہے۔ اس نے جواب دیا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا لبید بن عاصم یہودی نے جو بنی زریق کے قبیلے کا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور بالوں اور نر کھجور کے غلاف میں۔ پہلے نے پوچھا یہ سامان کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنوئیں میں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ اپنے کئی اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے، اس کو دیکھا وہاں کھجور کے درخت تھے۔ جب آپ ﷺ لوٹ کر آئے تو مجھ سے فرمایا عائشہ! اس کنوئیں کا پانی ایسا رنگین تھا جیسے مہندی کا پانی اور کھجور کے درخت ایسے تھے گویا شیطانوں کے سر۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے وہ سامان نکلوا دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سنو اللہ نے مجھ کو شفا دی۔ اب میں ڈرا لوگوں میں شور نہ پھیلے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سامان کو گاڑ دینے کا حکم دیا۔ اور وہ گاڑ دیا گیا"۔ (صحیح بخاری کتاب الطب؛ باب السحر)

دیکھا آپ نے جس طرح نبی ﷺ کی خدمت میں اللہ کے حکم سے دو فرشتے حاضر ہوئے اور آپس میں سوال و جواب کر کے آپ ﷺ کو بتایا کہ آپ ﷺ پر جادو کیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح علی بن موفق کے بقول اس کے پاس بھی دو فرشتے آئے اور آپس میں سوال و جواب کر کے مالک عرش کی جانب سے یہ پیغام پہنچایا کہ "چھ آدمیوں کے طفیل چھ لاکھ کا حج قبول ہوا" علی بن موفق کا یہ قول دعوائے نبوت کے مترادف ہے۔ کیونکہ ہر جھوٹا نبی یہی دعوی کرتا ہے کہ اس کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ نیز یہ قول اسلام کے بتائے ہوئے اُصولوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

نیز اسلام یہ اُصول بتاتا ہے کہ جملہ عبادات کی طرح حج بھی صرف اور صرف صحیح العقیدہ مومنوں پر فرض ہے۔ اور مومنوں ہی کا حج قبول ہوتا ہے۔ اس کے برعکس علی بن موفق کے قول سے یہ اُصول مترشح ہوتا ہے کہ بالفرض اگر ایک لاکھ کے مجمع میں صرف ایک صاحب ایمان ہو اور باقی تمام فاسق و فاجر اور منافق و مشرک قسم کے لوگ ہوں تو فکر کی کوئی بات نہیں ہے، اس ایک مرد مومن کے طفیل اور اس کے وسیلے سے سب کا حج قبول ہو جائے گا۔ تبلیغی بھائیو! کتنا ارزاں اور کتنا آسان ہے یہ دین جس کی تشریح اس جھوٹے قصہ کی بنا پر آپ کے "شیخ الحدیث صاحب" نے کی ہے۔

قصہ ان ہستیوں کا جن کی زیارت کیلئے خود کعبہ کو متحرک ہونا پڑا

قیام مکہ کی بحث میں "شیخ الحدیث صاحب" نے اہل تصوف کے امام غزالی کا ایک بیان نقل کیا ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ "بعض بزرگوں سے نقل کیا گیا ہے کہ بہت سے لوگ خراسان میں رہنے والے مکے سے تعلق کے اعتبار سے بعض ان لوگوں سے قریب ہیں جو طواف کر رہے ہوں۔ بلکہ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ ان کی زیارت کو جاتا ہے"۔ (فضائل حج : ۱۲۳)

قصہ آپ نے سنا! اب اس کے برخلاف ایک انتہائی دردناک تاریخی واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

٦ ھ میں بعض روایات کے مطابق چودہ سو اور بعض روایات کے مطابق پندرہ سو اصحاب کے ہمراہ نبی ﷺ عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن مشرکینِ قریش نے آپ کو مکہ میں داخل

ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اور آپ ﷺ کئی دنوں تک حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن رہے اور سردارانِ قریش سے طویل گفت و شنید کے بعد آپ ﷺ نے انتہائی سخت شرائط پر صلح کرنا پڑی اور اس صلح کے نتیجے میں آپ ﷺ کے ہمراہ آنے والے تمام صحابہ کرام کا عمرہ قضا ہو گیا۔ پھر چشم فلک نے یہ حسرت ناک منظر بھی دیکھا کہ ہدی کے جو جانور منیٰ میں قربانی کے لیے ساتھ لائے گئے تھے انہیں حدیبیہ کے میدان میں ذبح کیا جا رہا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلح؛ باب الصلح من المشرکین وکتاب المغازی؛ باب عمرة القضاء ملخصا)

یہ سب کچھ مکہ مکرمہ سے صرف چند میل کے فاصلہ پر اور نبی ﷺ کی موجودگی میں ہی ہوتا رہا لیکن کیا مجال کہ کعبۃ اللہ ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے حدیبیہ کی جانب سرکا ہو یہاں تک کہ اللہ کے سچے رسول ﷺ زیارت کعبہ کی آرزو اپنے سینے میں چھپائے وہیں سے واپس کوچ کر گئے۔

عمرۂ قضا کے بعد نبی ﷺ کئی سال بقید حیات رہے اور عمرہ یا حج کی غرض سے مکہ آنے کا بھی اتفاق رہا۔ لیکن ایک دفعہ بھی کعبۃ اللہ نے آپ ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ کی طرف جانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ لیکن نہ جانے دینِ تصوف کے امام، امام غزالی کے زمانہ میں خراسان کے علاقے میں کیسی کیسی نابغۂ روزگار ہستیاں اور کیسے کیسے "بلند پایہ بزرگ" سکونت پذیر تھے کہ کائنات کے اندر جمادات کے بارے میں جاری قانونِ قدرت کو پس پشت ڈال کر اور طواف کرنے والے ہزاروں افراد سے نظر بچا کر اور سینکڑوں میلوں کا سفر طے کر کے ان عظیم الشان بزرگوں کی زیارت کو کعبہ خود چل کر گیا۔

سوچنے کی بات ہے کہ آخر وہ کیا عذر مانع تھا کہ کعبہ نے جزیرۃ العرب کے کسی قریبی شہر میں قدم رنجہ نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ مدینۃ الرسول کو بھی یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی اور آخر کیا وجہ ہے کہ اتنے بڑے اعزاز کے لیے عجم کے اس علاقے کا انتخاب کیا گیا! یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے ورنہ اس سلسلے میں کچھ عرض کیا جاتا۔ البتہ ہم تبلیغی بھائیوں کو اتنا بتائے دیتے ہیں کہ طلوع اسلام سے پہلے خراسان کا علاقہ مجوسی مذہب کا گڑھ تھا اور فتح ایران کے بعد سے آج تک یہ علاقہ شیعیت کا مرکز بنا ہوا ہے (خراسان موجودہ ایران کا ایک صوبہ ہے)۔ اس انکشاف کے بعد ہم ربِّ کعبہ سے دست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بستہ دعا کرنا چاہیں گے کہ اگر ماضی میں ایسا ہوتا رہا ہے تو آئندہ سالانہ اجتماع کے موقع پر کعبہ شریف کو صرف چند لمحوں کے لیے رائے ونڈ آنے کی بھی اجازت دی جائے! اس جگہ اسے ایک ہی وقت میں کثیر تعداد میں بڑے بڑے بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل ہو سکے گا اور خراسان کے بزرگوں کی یادوں کے تمام زخم اس کے سینے سے مٹ جائیں گے! اگر ہماری یہ دعا بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوئی تو ہم تبلیغی جماعت کے بڑوں سے یہ درخواست کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ "شیخ الحدیث صاحب" کی تمام جھوٹی تصنیفات کو اجتماع کے عین بیچ میں رکھ کر آگ لگا دیں تاکہ بھولے بھٹکے لوگ آئندہ قرآن وحدیث سے رجوع کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش کریں۔

حُسن انتخاب

اب تک ہم فضائل حج کے ایک سوتیس (۱۲۳) صفحات کی ورق گردانی کر چکے ہیں۔ اس مقام سے ہم ایک بار پھر پیچھے کو لوٹ کر جا رہے ہیں۔ کیونکہ "شیخ الحدیث صاحب" نے صفحہ نمبر ۵۶ سے ۶۲ تک اپنی پسند کے جو اشعار نقل کیے ہیں ان میں سے تھوڑے سے بطورِ نمونہ آپ کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

ع ازل سے حُسن پرستی لکھی تھی قسمت میں
مرا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ تھا

ع پیدا ہوئے تو ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے
کیا جانیں ہم ہیں کب سے کسی پر مرے ہوئے

ع مری طفلی میں شانِ عشق بازی آشکارا تھی
اگر بچپن میں کھیلا کھیل تو آنکھیں لڑانے کا (فضائل حج : ۵۶)

ع مصائب، حادثے، آفت، الم، ذلت قضا، تربت
دکھاتی جائے جو اُن کی جوانی دیکھتے جاؤ

ع چشم تر خاک بسر چاک گریباں دل زار
عشق کا ہم نے یہ دنیا میں نتیجہ دیکھا (فضائل حج : ۵۷)

ع ہم کو طواف کوچہ جانانہ چاہیے
زاہد کو کعبہ رند کو میخانہ چاہیے

ع پامال کر گیا ہے کوئی دل کو راہ میں
آنکھوں کو مل رہے ہیں کسی نقش پا سے ہم (فضائل حج : ۶۰)

ع اس کے دامن کو پکڑ کر میں نے کہا
اب کوئی چھوڑوں ہوں اے رشک پری

ع مسکرا کر ناز سے کہنے لگے
عاشقی کرتے ہو یا زور آوری (فضائل حج : ۶۱)

تبلیغی بھائیو: آپ نے دیکھا "شیخ الحدیث صاحب" نے "اپنے ذوق سلیم" کی قلبی واردات اور اپنے بوڑھے دل میں چٹکیاں لینے والے جذبات کے اظہار کے لئے کیسے کرارے کرارے اور چٹ پٹے قسم کے شعروں کا انتخاب کیا ہے! حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو نہ تو اپنے محاسن کا ڈھنڈورا پیٹنا چاہیے اور نہ ہی اپنے عیوب سے پردہ اٹھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کے بھید جانتا ہی ہے، وہ انسان کے ظاہر و باطن سے خبردار ہے، اس سے کوئی بات چھپائی نہیں جا سکتی، لیکن کسی انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنی کمزوریوں، کوتاہیوں اور لغزشوں کی تشہیر کرتا پھرے اور "شیخ الحدیث صاحب" کی طرح جذبات کی رو میں بہہ کر یوں اپنا ماضی وحال سب کے سامنے کھول کر رکھ دے۔ بالخصوص تصنیف وتالیف کا مشغلہ اپنانے والوں کو اس معاملے میں بہت زیادہ محتاط ہونا چاہیے اور قلم اٹھاتے وقت بہرحال یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ان کے نہاں خانۂ دل میں پرورش پانے والے جذبات، ماضی کی تلخ یادیں ناکام حسرتیں اور سسکتی بلکتی آرزوئیں کاغذ پر منتقل ہو کر قارئین کے لیے تو فتنے کا باعث نہ بننے پائیں! کیونکہ جو تحریر منظر عام پر آتی ہے اسے مرد، عورتیں، بچے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچیاں سبھی پڑھتے ہیں۔تبلیغی بھائی ذرا سوچیں کہ ان کے "شیخ الحدیث صاحب" کے حسنِ انتخاب سے نوجوان نسل کے ذہنوں پر کتنے مضر اثرات مرتب ہو رہے ہوں گے۔کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ آئندہ اس کتاب کی اشاعت بند کر دی جائے۔ہمیں معلوم ہے کہ اس کتاب پر کئی لوگوں کی روزی کا انحصار ہے لیکن سنا ہے کہ "جس رزق سے پرواز میں کوتاہی آتی ہو اس رزق سے موت ہی اچھی ہے"۔ویسے بھی یہ کتاب گذشتہ چھ،سات عشروں میں اتنی کثرت سے شائع کی جا چکی ہے کہ آئندہ کئی نسلوں کو تباہ کرنے اور ان کا عقیدہ واخلاق برباد کرنے کے لیے کافی ہے!

زیارت قبر نبوی ﷺ کے جواز میں پیش کئے جانے والے دلائل کا جائزہ

اب ہم "فضائل حج" کے دوسرے اہم باب "زیارتِ مدینہ" میں داخل ہو رہے ہیں۔

تبلیغی بھائیو! دینی مسائل پر بحث کا اُصول یہ ہے کہ کسی مسئلہ کی وضاحت کے لیے سب سے پہلے اللہ کی سچی کتاب سے رجوع کیا جائے اور قرآن کی محکم آیات بطور دلیل پیش کی جائیں۔اور صحیح احادیث سے آیاتِ قرآنی کی تشریح کی جائے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴿النساء : ٥٩﴾

پس (اے ایمان والو) اگر کسی معاملے میں تمہارا آپس میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھیں نبی ﷺ کی صحبت میں تربیت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا، کا یہی طریقہ کار تھا کہ جملہ دینی مسائل کے حل کے لیے قرآن وحدیث سے رجوع کرتے تھے۔جو چیز قرآن وحدیث سے پایۂ ثبوت کو پہنچی ہو اس کو اپنے عقیدہ وعمل کی بنیاد بنا لیتے۔اور جس چیز کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہیں ملتا اس سے اجتناب کرتے تھے۔اب ذرا تبلیغی بھائی چشم عبرت سے یہ تماشا دیکھیں کہ ان کے "شیخ الحدیث صاحب" دین اسلام کے اس مسلمہ اُصول کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے کس طرح اُڑا رہے ہیں۔ذیل میں نمونے کے طور پر فضائل حج کے صفحہ نمبر ۱۳۱ سے ۱۳۳ تک کے مندرجات

میں سے چیدہ چیدہ عبارات نقل کی جا رہی ہیں۔ملاحظہ فرمائیے۔

"ملا علی قاریؒ جو مشہور حنفی عالم فقیہہ، محدث ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ چند حضرات کے علاوہ جن کا اختلاف کچھ معتبر نہیں بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں سے ہے اور افضل ترین عبادات میں ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لیے کامیاب ذریعہ اور پُراُمید وسیلہ ہے"۔

"دُرِمختار میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کی زیارت مندوب ہے ...."۔

"علامہ شامی کہتے ہیں کہ خیر ملی شافعی نے ابن حجر سے اس قول کو نقل کیا اور اس کی تائید کی"۔

"شافعیہ کے مقتدر امام نوویؒ اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو چاہیے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے"۔

"انوار ساطعہ میں مالکیہ کے مذہب میں لکھا ہے کہ قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا اراداہ کرے............"۔

"قاضی عیاض مالکیؒ نے شفا میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے بلکہ بعض علمائے مالکیہ نے تو واجب فرما دیا جیسا کہ قسطلانا ابو عمران فاسی کا قول نقل کیا ہے"۔

"مغنی جو فقہ حنابلہ کی بہت معتبر کتاب ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کی زیارت مستحب ہے"۔

"شرح کبیر میں جو مذہب حنابلہ کی اہم کتاب ہے، لکھا ہے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو مستحب ہے کہ حضور ﷺ کی اور حضور ﷺ کے دونوں ساتھیوں کی قبر کی زیارت کرے"۔

"دلیل الطالب جو فقہ حنبلی کا مشہور متن ہے اس میں حج کے احکام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک اور انکے دو ساتھیوں کی قبر کی زیارت مسنون ہے"

"اس کے شارح نیل المارب میں لکھتے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی مستحب ہے............"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"روض المربع فقہ حنبلی میں لکھا ہے کہ حضور کی قبر اطہر اور حضور کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے..........."۔(فضائل حج : ۱۳۱ تا ۱۳۳)

تبلیغی بھائیو! فضائل حج کی ان عبارات کو بنیاد بنا کر ہم ہرگز آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ مسئلہ زیر بحث میں چاروں مذاہب کا آپس میں شدید اختلاف ہے۔قبر نبوی کی زیارت کسی مذہب کی رو سے واجب ہے کسی کے ہاں سنت اور کسی کے ہاں مستحب ہے۔بلکہ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ "شیخ الحدیث صاحب" اپنی علمیت کے اظہار کے بجائے دین اسلام کے مسلمہ اصولوں کی پاسداری کا ثبوت دیتے اور قرآن وحدیث کے دلائل سے زیارت کے مسئلہ کی توضیح وتشریح فرمادیتے۔تو موصوف کو اس مسئلہ کی وضاحت اور اثبات کے لیے عہدِ رسالت کے بعد ایجاد کئے جانے والے مذاہب اربعہ سے منسوب، فرقہ بندی کی تعلیم سے آراستہ مذکورہ "صحائف" کی "آیتیں" بطورِ دلیل پیش کرنے کی بالکل حاجت نہ ہوتی اور نہ ان مذاہب کے علمبرداروں کے اقوال سے فضائل حج کے تین چار صفحے کالے کرنے کی ضرورت پیش آتی۔کیونکہ عام آدمی نہ تو ملا علی قاری، علامہ شامی، امام نووی، قاضی عیاض، خیر رملی، قسطلانی اور ابوعمران وغیرہ کے ناموں سے واقف ہے اور نہ ہی درمختار، انوار ساطعہ، مواہب لدنیہ، مغنی، شرح کبیر، دلیل الطالب، نیل المارب اور روض المربع جیسی کتابوں کو جانتا ہے۔لیکن اللہ کی سچی کتاب قرآن مجید اور کتبِ احادیث سے ہر کوئی آشنا ہے۔اور جوبات قرآن کے حوالے سے کی جائے وہی معتبر اور پائیدار اور شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔اور اگر زیارت کے جواز اور اس کے وجوب واستحباب کے حوالے سے قرآن مجید کی سورۃ الفاتحہ سے لے کر والناس تک انہیں کوئی رہنمائی نہیں مل رہی تھی تو صحاح ستہ کی کتابیں الٹ پلٹ کر کوئی واضح ثبوت تلاش کرنے کی کوشش کرتے اور اگر تلاش وبسیار کے بعد بھی ناکامی ہوتی تو اس موضوع پر قلم اٹھانے کا ارادہ ترک کردیتے لیکن موصوف نے محض اپنی ذاتی دلچسپی کی بنا پر زیارتِ قبر نبوی کو موضوع بنایا اور غیر صحاح کی چند موضوع اور ضعیف روایتیں نقل کر کے زیارت کا وجوب بھی اپنے طور پر ثابت کردیا۔

تبلیغی بھائیو! اس ضمن میں آپ کے "شیخ الحدیث صاحب" نے غیر صحاح کی جو روایتیں

پیش کی ہیں ان میں سے صرف دو نمونے کے طور پر ذیل میں نقل کی جارہی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَكَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا! جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ (فضائل حج :۱۳۴،۱۳۵)

اس روایت کی اصلیت پر پردہ ڈالنے کے لیے "شیخ الحدیث صاحب" نے یہ ہوشیاری کی کہ اس کی پوری سند تحریر نہیں کی۔صرف عن ابن عمر لکھ کر آگے بڑھ گئے۔انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ اس کاریگری سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے،لیکن اس روایت کا حوالہ تحریر کر کے خود ہی پردہ بھی فاش کردیا۔ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں:

رواہ البطرانی والدار قطنی والبیھقی وضعفہ کذا فی الاتحاف (فضائل حج : ۱۳۵)

اس کو طبرانی، دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکو ضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ اتحاف میں لکھا ہے

تبلیغی بھائی "شیخ الحدیث صاحب" کی اس کج فکری کے بارے میں کیا کہیں گے کہ یہ روایت جسے اپنی کتابوں کی زینت بنانیوالے خود ہی ضعیف بتارہے ہیں اُسی روایت کو موصوف قبر نبوی کے ثبوت میں پیش کررہے ہیں۔

ایک اور روایت بیہقی کے حوالے سے "شیخ الحدیث صاحب" نے نقل کی ہے جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اٰلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ .... (فضائل حج : ۱۳۵،۱۳۶)

اس کا ترجمہ "شیخ الحدیث صاحب" نے یوں کیا کہ "حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا............"

(فضائل حج : ۱۳۵،۱۳۶)

تبلیغی بھائیوں کو "شیخ الحدیث صاحب" کی یہ ہوشیاری بھی صاف طور پر نظر آرہی ہی ہوگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ موصوف نے اس روایت کی اصلیت کو چھپانے کے لیے شروع کے الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔

"عن رجل من آل الخطاب" کیونکہ اگر وہ ان الفاظ کا ترجمہ کر دیتے یعنی یہ فرما دیتے کہ "آل خطاب کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ.........." تو اس روایت کا مجہول ہونا سب پر عیاں ہو جاتا، اس طرح ان کا وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا جس کے لیے وہ اتنی دماغ سوزی اور عرق ریزی کر رہے تھے۔ لیکن روایت نقل کرنے کے بعد عربی میں یہ الفاظ لکھ کر "والرجل المذکور مجھول" یعنی آل خطاب کے جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے مجہول ہے۔ لکھ کر گویا اپنے ہی جہل کا ثبوت دے دیا اور اپنے منصوبے پر خود ہی پانی بھی پھیر دیا۔

فضائل حج سے نمونے کے طور پر اوپر ہم نے صرف دو روایتیں نقل کی ہے اور طوالت کے خوف سے جنھیں عمداً ترک کر دیا وہ بھی ایسی ہی ہیں۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ "شیخ الحدیث صاحب" جیسا شخص اصول حدیث سے ناواقف ہو اور اس ناواقفیت کے سبب انہوں نے زیارت قبر نبوی کے وجوب کے حوالے سے غیر صحاح کی ضعیف وموضوع روایتوں پر انحصار کیا ہو۔ لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو چیز دل کو پسند آجائے اس کے تمام عیوب ونقائص انسان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ (الحج: ۴۶)

بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن سینوں کے اندر جو دل ہوتے ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔

تبلیغی بھائیو! اس قیل وقال سے ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کی زیارت گناہ ہے۔ کیونکہ کسی بھی قبر کی زیارت گناہ نہیں ہے بشرطیکہ زائر کی نیت آخرت کا خوف اور دنیا سے بے رغبتی ہو، پوجا پاٹ نہ ہو۔ ہم صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے اور ان سے پہلے گزرے ہوئے مسلک پرست آئمہ نے موضوع ومنکر اور جھوٹی اور ضعیف روایتوں کو بنیاد بنا کر زیارت قبر نبوی کو جس انداز سے ارکان حج کی طرح حج کا ایک ضروری رکن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہ

سراسر غلط اور ناقابل قبول ہے۔

"شیخ الحدیث صاحب" نے اس ضمن میں جن مسلکی اماموں کے ارشادات کا حوالہ دیا ہے۔ یہ انہی کی ساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ قبر نبوی کو عبادت گاہ کا درجہ دے کر اُمت میں اس قبر پرستی کے شرک کی بنیاد رکھ دی گئی جس سے بچے رہنے کی نبی ﷺ نے اُمت کو سخت تاکید فرمائی ہے۔

صحیح بخاری میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ پر بیماری آن پڑی تو آپ ﷺ چادر منہ پر ڈال لیتے، جب گھبراہٹ ہوتی تو منہ کو کھول دیتے اور اسی حالت میں یوں فرماتے "یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا" آپ ﷺ لوگوں کو اس کام سے ڈراتے تھے"۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی؛ باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ)

"صحیح مسلم میں جندب بن عبداللہ ؓ سے روایت کہ میں نے نبی ﷺ سے آپ کی وفات سے پانچ دن پہلے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے...... خبردار تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا، میں تم کو اس کام سے منع کرتا ہوں"۔

(صحیح مسلم؛ کتاب المساجد)

قبر میں نبی ﷺ کے زندہ ہونے کے باطل دلائل

گزشتہ صفحات میں فضائل صدقات کے حوالے سے تبلیغی بھائی دو فوت شدہ سخیوں کے قصے پڑھ چکے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک سخی صاحب نے زائرین کی ضیافت کے لیے قبر سے باہر نکل کر اونٹ ذبح کیا تھا اور دوسرے نے اپنی قبر پر حاضر ہونے والے مصر کے صاحب خیر کی استدعا پر اپنے اہل خانہ سے پانچ سو اشرفیاں دلوائی تھیں۔ اب یہ دیکھئے کہ نبی ﷺ کو قبر میں زندہ ثابت کرنے کے لیے موصوف کیسے باطل دلائل پیش کر رہے ہیں۔ تبلیغی بھائیوں کی توجہ پھر اس طرف مبذول کرانا ہے کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے اپنے موقف کی تائید میں نہ تو قرآن کی کوئی آیت پیش کی ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث کا حوالہ دیا ہے بلکہ حسب دستور ایک ضعیف روایت ہی سے کام چلانے کی کوشش کی ہے۔

روایت یہ ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی ھریرۃ ﷺ انّ النبی ﷺ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَام (مسند احمد)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر سلام پڑھے تو اللہ جل شانہٗ میری روح مجھ میں لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں

(فضائل حج : ۱۳۸)

ابوھریرہ ﷺ سے منسوب اس روایت کی سند کی چھان بین اور راویوں کی تحقیق کی بالکل ضرورت نہیں کیونکہ اس کا متن ہی چغلی کھا رہا ہے کہ یہ کسی وضاع الحدیث کی تخلیق ہے۔ "جو شخص میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر سلام پڑھے تو اللہ جلا شانہٗ میری روح لوٹا دیتے ہیں..........." ان الفاظ کی آپ ﷺ کی زندگی سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ قبر تو آپ ﷺ کے وفات پانے کے بعد بنی زندگی میں نہیں۔ ایسا لگتا ہے گویا آپ ﷺ نے فوت ہونے کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہو۔ یہ اس روایت اور اسی طرح کی دوسری روایتوں کے جھوٹا ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ایسی جھوٹی روایت سے حیات النبی ﷺ پر استدلال کرنا کتنی کم عقلی کی بات ہے۔ اب یہ تماشہ بھی دیکھتے جائیے کہ مسلک پرست آئمہ نے اس جھوٹی روایت کی کیا کیا تاویلات کی ہیں اور نبی ﷺ کو قبر میں زندہ ثابت کرنے کے لیے کیسی کیسی حیلہ سازیوں سے کام لیا ہے اور ان کی یہ حیلہ سازیاں "شیخ الحدیث صاحب" کو کتنی اچھی لگی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "ابن حجرؒ شرح مناسک میں لکھتے ہیں کہ میری روح مجھ تک پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ بولنے کی قوت عطا فرما دیتے ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک اللہ جل شانہٗ کی حضوری میں مستغرق رہتی ہے تو اس حالت میں سلام کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوتی ہے (بذل)۔ اکثر علماء نے من جملہ ان کے حافظ ابن حجرؒ سے بھی علامہ زرقانیؒ نے نقل کیا ہے کہ یہ مطلب نہیں کہ اس وقت روح واپس آتی ہے بلکہ وہ تو وصال کے بعد ایک مرتبہ واپس آ چکی ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ چونکہ میری روح واپس آ چکی ہے (اس لیے) میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" (فضائل حج : ایضاً)

دین کی معمولی شد بد رکھنے والا آدمی بھی مسند احمد کی روایت کا متن دیکھ کر یہی کہے گا کہ اس روایت سے نبی ﷺ کو قبر میں زندہ ثابت کرنا زبردستی والی بات ہے کیونکہ اس سے نبی ﷺ کا زندہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ اس روایت سے ابن حجر، قاضی عیاض، زرقانی اور دیگر نام نہاد علماء نے خواہ مخواہ اپنی پسند کا مطلب نکالنے اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ان اقوال کے ذریعہ اس حیلہ سازی کی ضرورت اسی لئے پیش آئی کہ کسی طرح نبی ﷺ کی قبر میں حیات ثابت کر کے حیات فی القبر کا جواز فراہم کیا جا سکے! اسی مقصد کے حصول کیلئے کسی نے کہا "مطلب یہ ہے کہ..........." اور کوئی کہتا ہے "یہ مطلب نہیں ہے کہ..........."۔

تبلیغی بھائی دیکھ رہے ہیں کہ "شیخ الحدیث صاحب" کے پاس اپنے موٗقف کے ثبوت کیلئے قرآن یا صحیح حدیث کی کوئی دلیل نہیں ہے، ماسوائے مسند احمد کی بناوٹی حدیث اور مسلک پرست آئمہ کے بے سروپا اقوال کے۔ ان کے ترکش میں بس یہی تیر ہیں جن سے موصوف نے قرآنی عقیدے کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کی دو آیات "شیخ الحدیث صاحب" کی مساعی پر پانی پھیرنے کے لیے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿الزمر : ۳۰﴾

اے نبی ﷺ آپ بھی مر جائیں گے اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے۔

دوسری سورۃ زمر کی آیت ۴۲ جس میں فرمایا کہ مرنے والے کی روح روک لی جاتی ہے۔ فضائل حج کے حوالے سے جب ہم تبلیغی بھائیوں سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن میں نبی ﷺ کیلئے مَيِّتٌ کا لفظ وارد ہوا ہے اور آپ کا ایمان ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں تو بعض "حضرات" کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان تو یہ نہیں ہے۔ ہم تو ممات کے قائل ہیں اور جب گذارش کی جاتی ہے کہ اگر آپ ممات کے قائل ہیں تو حیات کا پرچار کرنے والی جماعت سے کنارہ کشی اختیار کیوں نہیں کر لیتے تو صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿البقرہ : ۱۸﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی آیت کے مصداق بن جاتے ہیں۔

زیارت یا پرستش

تبلیغی بھائیو! ہم نے فضائل حج کے باب "زیارت مدینہ" پر بحث کے دوران یہ کہا تھا کہ

"اس قیل وقال سے ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ نبی ﷺ کی قبر کی زیارت گناہ ہے کیونکہ کسی بھی قبر کی زیارت گناہ نہیں ہے بشرطیکہ زائر کی نیت صرف وہی ہو جس کا حدیث میں حکم دیا گیا ہے، یعنی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا خیال"

ہم اپنی اس بات پر قائم ہیں لیکن صد افسوس کہ "شیخ الحدیث صاحب" اپنی بات پر قائم نہ رہ سکے۔ موصوف نے بات کا آغاز زیارت قبر سے کیا تھا اور اسے طول دیتے دیتے پرستش تک لے آئے ہیں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ نیا تُکّر بھی انہوں نے ایک جھوٹی روایت کی روشنی میں پھینکا ہے۔ روایت کی ابتدا یوں ہوتی ہے۔

وقال ابن ابی فدیك سمعت بعض من ادركت يقول بلغنا انه من وقف عند قبر النبی ﷺ فتلا هذه الاية ....

یعنی ابن ابی فدیک نے کہا میں نے اپنے بعض جاننے والوں سے سنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ جو کوئی نبی ﷺ کی قبر کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت پڑھے تو..........

"شیخ الحدیث صاحب" کی فنکاری ملاحظہ فرمایئے کہ انہوں نے اس روایت کی مجہول سند پر پردہ ڈالنے کے لیے ابتدائی کلمات کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ پوری دو سطور بے ترجمہ چھوڑ کر لکھتے ہیں "یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ .... اس کے بعد ستر (۷۰) مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ کہے تو ایک فرشتہ کہتا! اے شخص اللہ جل شانہ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے"۔ (فضائل حج : ۱۳۹)

یہ جھوٹی روایت نقل کرنے کے بعد اکابر پرستی کی سابقہ روش پر گامزن رہتے ہوئے

"شیخ الحدیث صاحب" پھر ملا علی قاری، قسطلانی، مراغی، اور زرقانی وغیرہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ سنئے لکھتے ہیں کہ "ملا علی قاری نے لکھا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ کی جگہ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے تو بہتر ہے"۔

علامہ قسطلانی نے شیخ زین الدین مراغی وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ یارسول اللہ کہنا اولی ہے۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ یہ اس وجہ سے کہ حضور ﷺ کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت ہے۔ لیکن اگر یہی لفظ روایت میں منقول ہے تو منقول کی رعایت کی وجہ سے ممانعت نہ رہے گی"۔ (فضائل حج : ۱۳۹)

ثابت ہوا کہ جن علماء پر "شیخ الحدیث صاحب" نے اپنے عقیدے کے لیے تکیہ کیا ہے یہ سارے کے سارے روایت پرست قسم کے لوگ تھے۔ اور ان کو سچ اور جھوٹ کی بالکل کوئی تمیز نہیں تھی۔ انہوں نے ابن فدیک کی بے سند روایت کے حوالے سے اتنا بھی نہ سوچا کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ غیر اللہ کی پکار کی ممانعت فرمائی ہے اور اس چیز کو سب سے بڑی گمراہی کہا ہے تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کی پکار لگانے والے کو کیونکر رحمتوں کے نزول کی بشارت سنا سکتے ہیں۔ دراصل شرک کی بیماری ایسی بیماری ہے کہ اس کا اثر براہ راست انسان کے دل و دماغ پر پڑتا ہے اور اس سے انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے۔

اب ہم فضائل حج کے حوالے سے آپ کو "شیخ الحدیث صاحب" کی رائے سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں کہ "اس ناپاک وناکارہ کے خیال میں روضہ اقدس پر زائرین کے رٹے ہوئے الفاظ بغیر سمجھے طوطے کی طرح پڑھنے کی بجائے نہایت خشوع خضوع، سکون اور وقار سے ستر (۷۰) مرتبہ "اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" ہر حاضری کے وقت پڑھ لیا کرے تو شاید زیادہ بہتر ہو" (فضائل حج : ۱۳۹)

تبلیغی بھائیو! زیارت کے موضوع پر شروع ہونے والی بحث بالآخر پرستش کی تعلیم پر آ کر ٹھہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ی ہے اور "شیخ الحدیث صاحب" نے "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" کی صورت میں لبیک اللھم لبیک کے مترادف بلکہ متبادل الفاظ تلاش کر ہی لیے ہیں۔ "فضائل حج پر تبصرے کا آغاز کرتے ہوئے ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ "فضائل حج سے استفادہ کر کے کوئی شخص سفر حج کی مشقتوں اور دولت کے ضیاع کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اندیشہ ہے کہ اس کتاب کے شرکیہ مضامین سے متاثر ہو کر بے شمار لوگ اپنا حج برباد کر چکے ہوں گے" اب غور کر لیجئے کہ "شیخ الحدیث صاحب" کی مذکورہ تحریر سے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہو گئی ہے۔ اب کیا یہ زیادتی اور ناانصافی نہ ہوگی کہ یہاں کی مساجد میں اگر اذان کے شروع میں دو چار مرتبہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" کی صدا بلند کی جاتی ہے تو تبلیغی بھائی اس کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں، اور مؤذن پر تکفیری فتوؤں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ لیکن "شیخ الحدیث صاحب" کے بارے میں کوئی لب کشائی نہیں کرتا حالانکہ موصوف قبر نبوی پر ہر حاضری کے وقت ستر (۷۰) مرتبہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" پڑھنے کی تلقین کر رہے ہیں کیا زمان و مکان کے بدلنے سے اسلام کے اُصول بدل جاتے ہیں۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار"

نبی ﷺ سنتے ہیں

بیہقی، ابن عساکر اور عبدالرزاق وغیرہ کی ایک جھوٹی روایت کی بنیاد پر "شیخ الحدیث صاحب" نے یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ قبر کے پاس پڑھا جانے والا دُرود سنتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس دُرود سے ان کی مراد صلوٰۃ کے اندر پڑھا جانے والا معروف دُرود یعنی درود ابراہیمی نہیں ہے بلکہ وہ خانہ ساز درود ہی ہے جو "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" کے الفاظ میں پہلے نقل کیا جا چکا ہے اور جس کے بارے میں "شیخ الحدیث صاحب" نے مشورہ دیا کہ نبی ﷺ کی قبر پر ہر حاضری کے وقت ستر مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ نبی ﷺ کے سننے والی روایت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ .... "شیخ الحدیث صاحب" نے اس کا ترجمہ

یوں کیا ہے "حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر مجھ پر دُرود پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو کسی اور جگہ دُرود پڑھتا ہے تو اس کی دنیا اور آخرت کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور اس کا سفارشی ہوں گا"۔ (فضائل حج : ۱۴۰)

یہ روایت نقل کرنے کے بعد "شیخ الحدیث صاحب" نے لکھا ہے کہ "اس حدیث پاک میں قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنے کی کس قدر فضیلت ہے کہ سرور عالم ﷺ اس کو بنفسِ نفیس سنتے ہیں"۔ (فضائل حج : ۱۴۰)

تبلیغی بھائیو! "شیخ الحدیث صاحب" نے اس جھوٹی روایت سے یہ تو ثابت کر دیا کہ نبی ﷺ سنتے ہیں۔ آئندہ سطور میں فضائل حج کے حوالے سے یہ بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ صرف درود ہی نہیں سنتے بلکہ قبر پر حاضر ہونے والے فریادیوں کی ہر فریاد سنتے ہیں اور صرف سنتے ہی نہیں بلکہ قبر سے باہر نکل کر ہر مراد پوری بھی کرتے ہیں!

مذکورہ روایت کے مضمون سے ایسا نقشہ نگاہوں کے سامنے آتا ہے گویا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ قبر نبوی کے پاس کھڑے ہیں اور قبر کے اندر سے آواز آ رہی ہے کہ "جو شخص میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں" ان الفاظ کی نبی ﷺ کی حیاتِ دنیا سے کوئی نسبت معلوم نہیں ہوتی۔ یہ اس روایت کے جھوٹا ہونے کی بڑی واضح دلیل ہے۔ اور اس سے بھی بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم نے جگہ جگہ سماع موتی کا رد کیا ہے اور اس سے نبی ﷺ کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ...... ﴿النحل : ۸۰﴾

بے شک تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴿فاطر : ۲۲﴾

اور تو ان لوگوں کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتا۔

تبلیغی بھائیو! ذرا غور کرو کہ آپ کے "شیخ الحدیث صاحب" نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔

قرآن کی محکم آیات کو پسِ پشت ڈال کر جھوٹی روایتوں کو بنیاد بنا کر نبی ﷺ کو الحیی اور السمیع ثابت کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکھایا! یہ سارے ثبوت ہم ''شیخ الحدیث صاحب'' ہی کتابوں سے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اور آپ انہی کی شرکیہ کتابوں سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اب آپ خود ہی سوچیں کہ آپ لوگ کہاں کھڑے ہیں!

گنبد خضرا کی فضیلت ''شیخ الحدیث صاحب'' کی نظر میں

لباب نامی کتاب کے حوالے سے موصوف نے لکھا ہے کہ ''جب گنبد خضرا پر نظر پڑے تو عظمت وہیبت اور حضور اقدس ﷺ کی علو شان کا استحضار کرے۔ اور یہ سوچے کہ اس پاک قبہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے، انبیاء کی سردار ہے، فرشتوں سے افضل ہے، جو حصہ زمین حضور ﷺ کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبے سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے، حتیٰ کہ آسمان وزمین کی ہر چیز سے افضل ہے''۔ (فضائل حج : ۱۵۲)

تبلیغی بھائیو! حب رسول ﷺ کا جذبہ، بہت مبارک جذبہ ہے اور اپنی جگہ بہت ہی اہم اور قابل قدر ہے کیونکہ اسکے کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا لیکن اس محبت کی بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حد مقرر کی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ موصوف حد سے تجاوز فرما گئے ہیں۔ حب رسول کی آڑ میں شعائر اللہ کی توہین وتضحیک ان کے حد سے متجاوز ہونے کا ثبوت ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کعبہ مالک الملک کا گھر ہے اور عرش بریں پر وہ مستوی ہے اور اس کی کرسی آسمان وزمین پر چھائی ہوئی ہے۔ بھلا نبی ﷺ کا مدفن ان سب سے افضل کیونکر ہو سکتا ہے! ''شیخ الحدیث صاحب'' نے لباب نامی غیر معروف ومجہول کتاب کے حوالے سے یہ سطور رقم کر کے شعائر اللہ کا جس طرح مذاق اڑایا ہے کوئی صاحب ایمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اس مذاق کو آپ محبت کا نام دیتے ہیں تو مجبوراً ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنی محبت کا کھل کر اظہار نہیں فرمایا اور بات نامکمل اور ادھوری سی چھوڑ دی ہے۔ موصوف نے اپنے قلم سے جب یہ رقم فرمادیا کہ ''جو حصہ زمین بدن مبارک سے ملا ہوا ہے کعبے سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے'' تو موصوف ذرا سی جرأت کا مظاہرہ اور فرماتے اور صاف کہہ دیتے کہ اس حصہ زمین کے مکین کعبے کے رب سے، کرسی کے مالک سے اور عرش کے مکین

سے افضل ہیں (معاذ اللہ) تو بات پوری ہو جاتی! لیکن شاید انجانے خوف سے انہی الفاظ پر ان کے قلم کی قوت جواب دے گئی۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ قبہ خضراء اگر ان کے عقیدے کے مطابق کعبۃ اللہ سے افضل تھا تو قبہ خضراء ہی کو قبلہ مان لیتے اور اسی کی طرف رخ کر کے صلوٰۃ (نماز) ادا کرتے اور حج کے تمام ارکان یہاں مکمل کیے جاتے۔ لیکن ہماری معلومات کے مطابق ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنی زندگی میں یہ کام نہیں کیا۔ یہ بات بھی ان کے قول وعمل میں تضاد کا پتہ دیتی ہے۔

چھ سات سال پہلے کی بات ہے ایک تبلیغی بھائی کو فضائل حج میں قبہ خضراء کے متعلق لکھی ہوئی یہ عبارت دکھائی تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس حوالے سے اس نے اپنے علماء سے بات کی انہوں نے اسے ٹرخا دیا۔ ایک دن جوش میں آکر کہنے لگا آپ میرے ساتھ رائے ونڈ چلیں تا کہ وہاں جا کر علماء سے درخواست کریں کہ اس قسم کی کفریہ تحریروں کو کتابوں سے حذف کیا جائے کیونکہ یہ تحریریں جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہی ہیں۔ میں نے کہا بھائی! میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں لیکن یقین مانو وہاں کے علماء بھی آپ کو کورا جواب دے دیں گے۔ یہ سن کر اس کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ضمیر کا گلا گھونٹ دیا۔ اب آیئے ''شیخ الحدیث صاحب'' سے آداب زیارت سیکھیں۔

موصوف قرآن وحدیث کے حوالے سے آداب نہیں سکھا رہے بلکہ ابن ہمام حنفی کی کتاب فتح القدیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف سے جائے تا کہ میت کو اگر حق تعالیٰ شانہ' آنے والے کا کشف عطا فرمائے تو دیکھنے میں سہولت ہو۔ اس لئے کہ جب میت قبر میں دائیں کروٹ لیٹتی ہے تو اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے۔ اگر کوئی سرہانے کی طرف سے آئے تو میت کو دیکھنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہے.......... اس ضابطے کے موافق اس جگہ بھی بعض علماء نے لکھا ہے کہ قدم مبارک کی جانب سے حاضر ہو۔ جیسا کہ ابن حجر نے شرح مناسک میں نقل کیا ہے۔ مواہب میں لکھا ہے کہ زائر کے لیے مناسب یہ ہے کہ قبلے کی جانب سے ہو کر مواجہ شریف پر حاضر ہو۔ یہ ادب کے لحاظ سے اولیٰ ہے۔ مگر بعض علماء نے عام ضابطے کے خلاف اس جگہ پر سرہانے سے حاضری کو ترجیح دی ہے۔ اس وجہ سے کہ تحیۃ الوضوء روضے میں پڑھی جائے جو حضور ﷺ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل سرہانے ہے۔اس صورت میں اگر وہاں سے چل کر پاؤں کی طرف کو آئے گا تو صورت قبر مبارک کے طواف کی سی بن جائے گی۔اور قبر کا طواف بالکل جائز نہیں ہے''۔(فضائل حج : ۱۵۵،۱۵۶)

تبلیغی بھائیو! ''شیخ الحدیث صاحب'' کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔فرماتے ہیں کہ ''قبر کا طواف بالکل جائز نہیں ہے''اور ماسوائے طواف کے قبر کی زیارت کے جو جو آداب موصوف نے ابن ہمام، ابن حجر اور دوسرے علماء کے حوالے سے نقل کیے ہیں سب جائز ہیں!اور جائز ہی نہیں بلکہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کے اندازِ بیاں سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ واجب ہیں!

اس سلسلۂ بیان میں زبدہ نامی کسی کتاب کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ''جب مواجہ شریف پر حاضر ہو تو سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو۔اور پشت قبلہ کی طرف کرے اور بائیں طرف کو ذرا مائل ہو تا کہ چہرۂ انور کے بالکل سامنے ہو جائے............''

اس کے بعد ''شیخ الحدیث صاحب'' نے جن الفاظ میں زائر کو نصیحت کی ہے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔فرماتے ہیں کہ ''دیوار سے تین چار گز کے فاصلے پر کھڑا ہو، زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے اور نگاہ نیچی رہنی چاہیے، اِدھر اُدھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے، ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں۔ یہ خیال کرے کہ چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور حضور اقدس ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے............'' (فضائل حج : ۱۵۶،۱۵۷)

تبلیغی بھائیو! ان آداب کو پڑھ کر گمان ہوتا ہے کہ موصوف احمد رضا خان صاحب کے ساتھ کھیلے ہوئے ہیں جب ہی تو ان کے ہم زبان ہیں وگرنہ یہ سنہری الفاظ تو انکے یہاں بھی دستیاب نہیں ہیں! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ﴿البقرہ : ۲۳۸﴾

اور اللہ کے آگے باادب کھڑے رہا کرو۔

آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو صلوٰۃ (نماز) کے آداب سکھائے ہیں۔اور آپ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے کمال فنکاری سے اس آیت کا رخ اس ذات بے ہمتا سے پھیر کر ذات نبوی ﷺ کی طرف موڑنے اور آدابِ صلوٰۃ کو آدابِ زیارت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے! اس حد تک زائر کی ذہین سازی کر چکنے کے بعد ''شیخ الحدیث صاحب'' کو اصولاً یہ کہنا چاہیے تھا کہ اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ سینے پر باندھ لینے چاہییں! سیاق عبارت اسی بات کا متقاضی ہے۔لیکن شاید انہوں نے زائر کو ناحق تکلیف دینا مناسب نہیں جانا کیونکہ پرانا عاشق صادق ہونے کے ناطے انہیں معلوم تھا کہ نمازِ عشق تکبیر تحریمہ کے بغیر بھی ادا ہو جاتی ہے۔اور چونکہ نمازِ عشق قبلے کی بجائے کسی نہ کسی قبر کی جانب رخ کر کے ادا کی جاتی ہے اس لیے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے زبدہ کے حوالہ سے یہ الفاظ نقل کر کے کہ ''پشت قبلہ کی طرف کرلے'' تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ پھر بھی بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کا کیا علاج! نیز بارگاہ الٰہی میں نماز کی قبولیت کے لیے ایمان خالص کے علاوہ خشوع وخضوع بھی از حد ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیثِ جبریل میں نبی ﷺ نے ''احسان'' کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ

''(اے مخاطب) اللہ کی عبادت اس انداز سے کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا ہی سمجھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے''۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر؛ تفسیر سورۃ القمان)

چنانچہ صحیح بخاری کی اس حدیث سے استفادہ کر کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے قبرِ نبوی کی زیارت کے لیے حاضر ہونے والوں کو بھی ''احسان کا یہی مفہوم بتایا ہے کہ یہ خیال کرے کہ چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور حضور اقدس ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے'' کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن فی الواقع شرک کے شائقین پر ''شیخ الحدیث صاحب'' کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے انھیں ان مراسم عبودیت سے صحیح طور پر آگاہ کر دیا! موصوف کے علاوہ شاید کسی اور نے آدابِ زیارت کے موضوع پر اس سے زیادہ معلومات جمع نہیں کی ہوں گی۔اور یہ انہی کا طرۂ امتیاز ہے۔اس مدح سرائی کے بعد ہم تبلیغی بھائیوں کی خدمت میں موطا امام مالک کی ایک حدیث پیش کرنا چاہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔حدیث کیا ہے بس یوں سمجھ لیجئے کہ دعا ہی دعا ہے۔ملاحظہ فرمائیے:

عطا بن یسارؒ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا کی اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے، اللہ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

(موطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ: باب جامع الصلوٰۃ)

اس حدیث کے بارے میں بعض لوگ اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے اور نبی ﷺ نے واقعی یہ دعا مانگی ہے تو یہ کیوں بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر پائی اور قبر نبوی کی بت کی طرح پوجا کیوں شروع کر دی گئی۔ان لوگوں کی یہ سوچ غلط ہے کہ یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔تاریخ گواہ ہے کہ خیر القرون میں قبر، قبر ہی رہی اور کسی کو اس کی حیثیت تبدیل کرنے اور عبادت گاہ بنانے کا حوصلہ نہ ہوا۔لیکن بدقسمتی سے خیر القرون کے بعد قبر کے پروانوں کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں کھلی چھٹی دے دی۔کیونکہ اس کی سنت یہی ہے۔جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿النساء: ۱۱۵﴾

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے باوجودیکہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی اور مومنوں کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ پھرتا ہے ادھر ہی ہم اسے پھیر دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اُمید ہے کہ تبلیغی بھائیوں کے یہ بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہیں یا نہیں۔

قبر نبوی ﷺ سے سلام کا جواب آنا

گذشتہ صفحات میں تبلیغی بھائی ''شیخ الحدیث صاحب'' کے بے شمار کارنامے دیکھ چکے ہیں کہ موصوف نے ضعیف اور موضوع روایتوں اور مسلک پرست ائمہ کی گمراہ کن کتابوں کے حوالے سے

نبی ﷺ کو قبر میں زندہ جاوید اور البصیر اور السمیع دکھانے کی کوشش کی ہے۔اب ہم فضائل حج کی زینت بننے والے لاتعداد جھوٹے قصوں میں سے چھانٹ کر اس مضمون کے چند قصے آپ کے سامنے لانا چاہتے ہیں جنھیں بنیاد بنا کر ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی ﷺ مجیب الدعوات بھی ہیں۔اس سلسلے کا پہلا قصہ ملاحظہ فرمائیے؛ قول بدیع نامی کتاب کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''شیخ ابراہیم بن شیبانؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کی برکات حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور قبر اطہر پر حاضر ہو کر میں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام جواب میں سنا''۔(فضائل حج: ۱۷۹)

سب سے پہلے ہم تبلیغی بھائیوں کو ''شیخ الحدیث صاحب'' کے غلو کا یہ نمونہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ ہر دفعہ نبی ﷺ کو ''حضور اقدس'' کے لقب سے ملقب کر رہے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ اقدس مبالغے کا صیغہ ہے جو صرف اور صرف ذات باری تعالیٰ ہی کے لیے زیبا ہے۔قرآن کریم میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اس لقب سے مخاطب نہیں فرمایا اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے آپ ﷺ کو کبھی اس لقب سے یاد فرمایا۔اس لحاظ سے تو یہ نئی ترکیب ''شیخ الحدیث صاحب'' یا ان کے فاضل اکابرین کے ذہنوں کی اختراع معلوم ہوتی ہے۔

اب آیئے اس جھوٹے قصے کی طرف جس کے مطابق شیخ ابراہیم نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام جواب میں سنا۔قرآن کریم کی متعدد آیات موجود ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ کوئی بھی انسان موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد کلام نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی سلام کرنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔مثال کے طور پر تبلیغی بھائیوں کی خدمت میں قرآن کی چند آیتیں پیش کی جارہی ہیں۔ارشاد ہے:

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿الانعام: ۳۶﴾

جواب تو وہ دیتے ہیں جو سنتے ہیں، رہے مردے تو انھیں اللہ ہی دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ فَادۡعُوۡہُمۡ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿الاعراف : ۱۹۴﴾

بے شک اللہ کے سوا تم جن ہستیوں کو پکارتے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں، اچھا ان کو پکارو پھر وہ تمہیں جواب بھی دیں اگر تم سچے ہو۔

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿الاحقاف : ۵﴾

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے بالکل بے خبر ہیں۔

ان آیات میں جو نظریہ پیش کیا گیا ہے اگر نبی ﷺ کی ذات اس سے مستثنیٰ ہوتی تو صرف ایک لفظ "اِلَّا" کے ذریعے وضاحت کر دی جاتی۔ یہاں واضح کر دیا گیا ہے کہ کوئی بھی انسان خواہ نبی ہو یا غیر نبی موت سے ہمکنار ہونے کے بعد نہ تو سنتا ہے اور نہ ہی کسی پکارنے والے کی پکار کا اور سلام کرنیوالے کے سلام کا جواب دیتا ہے کیونکہ سننا اور جواب دینا لازم وملزوم ہیں، یہ اسلام کا آفاقی نظریہ ہے جسے سائنسی ترقی کے اس دور میں بھی کوئی مائی کا لال جھٹلا نہیں سکا۔ لیکن "شیخ الحدیث صاحب" کا حوصلہ، ان کی ہمت اور جرأت اور قرآن وحدیث سے ان کی بیزاری کا یہ حال دیکھئے کہ اسلام کے سچے نظریے کو جھٹلانے کے لیے بے شمار کتابوں کی ورق گردانی کرنے کے بعد ان کی نگاہِ انتخاب قولِ بدیع (جس کا عنوان قولِ قبیح ہونا چاہئے تھا) جیسی کتاب کے اس جھوٹے قصے پر آ کر ٹھہری ہے۔ تبلیغی بھائی فضائل حج میں قبرِ نبوی سے سلام کے جواب آنے والا یہ جھوٹا قصہ پڑھ کر یہی سمجھتے ہوں گے کہ ان کے "شیخ الحدیث صاحب" نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موصوف نے دین کی بڑی خدمت کی ہے لیکن دینِ اسلام کی نہیں بلکہ اپنے مخصوص دین کی خدمت کی ہے جو ایسے ہی باطل عقائد پر مبنی جھوٹے قصوں پر مشتمل ہے اور جس کو عرفِ عام میں شرک کہا جاتا ہے۔ تبلیغی جماعت میں شامل بقراطی دماغ کے مالک ہمارے بعض دوست احباب حسبِ عادت اپنے "شیخ الحدیث صاحب" کی بات کا بھرم رکھنے کے لیے اوپر بیان کردہ قرآنی آیات کے بارے میں یہی کہیں

گے کہ "یہ آیات بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں"۔

ہم بصد ادب واحترام عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے مخاطبین کے خیال میں قرآن کریم کی یہ محکم آیات جن میں بتایا گیا ہے کہ وَالۡمَوۡتٰی یَبۡعَثُہُمُ اللّٰہُ (یعنی مردوں کو تو اللہ ہی اٹھائے گا)، عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ (تمہارے جیسے بندے ہیں) اور وَہُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ (وہ ان کی دعا وپکار سے بے خبر ہیں) فوت شدہ ہستیوں یعنی انبیاء اور صلحا کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہیں تو للہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت یا کوئی ایک صحیح حدیث ایسی پیش فرمائیں جس سے ثابت ہو کہ قبر سے سلام کا جواب آنا ممکن ہے۔

اور اگر یہ کام آپ نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو اس آگ سے ڈریے جس کا ایندھن انسان اور پتھر بننے والے ہیں اور جو حق کے انکاریوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اس دن کی وحشت ناکیوں اور اس وقت کی حسرت ویاس کو دھیان میں لایئے جب پیشوا اپنے اندھے مقلدین سے بیزاری کا اظہار کریں گے، اور باطل عقائد کی بنیاد پر پیدا کیا ہوا جوڑ اور عقیدت کی بھول بھلیوں میں پروان چڑھے ہوئے تعلقات کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جائیں گے!

قبرِ نبوی ﷺ سے دستِ مبارک کا باہر نکلنا اور سید احمد رفاعی کا اس کو چومنا

نبی ﷺ کو الحی ثابت کرنے کے لیے اس اُمت کے ربیوں اور فریسیوں نے جو قصے مشہور کر رکھے ہیں اس سلسلے کا ایک اور عجیب وغریب قصہ ملاحظہ فرمایئے:

"شیخ الحدیث صاحب" الحاوی للسیوطی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "سید احمد رفاعی مشہور اکابر صوفیہ میں سے ہیں۔ ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبرِ اطہر کے مقابل کھڑے ہو کر یہ دو شعر پڑھے............ ترجمہ "دوری کی حالت میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس میں بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک کو چومتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے۔ اپنا دستِ مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قبر شریف سے دستِ مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما اور نوے (۹۰،۰۰۰) ہزار کا مجمع تھا جس نے یہ دیکھا"۔ (فضائل حج : ۱۸۴)

تبلیغی بھائیو! آپ دیکھ رہے ہیں کہ "شیخ الحدیث صاحب" بار بار ایک ہی راگ الاپ رہے ہیں اور بار بار ایک ہی بات ثابت کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ قبر کے اندر زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔ اس قسم کے دو چار نہیں بلکہ ہزاروں قصے بیان کرنے والے بیان کرتے رہیں، پھر بھی اس تاریخی حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ نبی ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو فوت ہو چکے ہیں۔ اور نہ ہی صحیح بخاری کی اس حدیث سے صرفِ نظر کیا جا سکتا ہے جس کی رو سے آپ ﷺ کے سانحۂ ارتحال پر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ

"وَاللّٰهِ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ"

یعنی اللہ کی قسم اللہ کے رسول ﷺ نہیں مرے۔

تو ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو نبی ﷺ کی موت کا یقین دلانے کے لیے آپ ﷺ کے یارِ غار جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا

اَلَامَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ

(صحیح بخاری کتاب المناقب وکتاب المغازی وکتاب الجنائز)

سنو! جو کوئی تم میں سے محمد ﷺ کی بندگی کرتا تھا (وہ جان لے کہ) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی بندگی کرتا تھا (وہ بھی جان لے کہ) اللہ زندہ جاوید ہے اسے موت نہیں آنی

یہ تاریخی الفاظ کہنے کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف کی تائید میں قرآن کریم کی دو آیات کی تلاوت فرمائیں:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿الزمر : ۳۰﴾

(اے نبی ﷺ) آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿آل عمران:۱۴۴﴾

اور محمد ﷺ تو صرف ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی (بے شمار) رسول گذرے ہیں، اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم لوگ ایڑیوں کے بل (دین اسلام سے) پھر جاؤ گے۔ اور جو کوئی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرے گا۔ اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔

صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے موقعہ پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مسجد نبوی میں جمع تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی میت میں اگر ذرہ برابر زندگی کی رمق باقی ہوتی تو یہی موقعہ تھا کہ آپ ﷺ اپنے اوپر ڈالی گئی دھاری دار چادر سے اپنا دستِ مبارک باہر نکال کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی موجودگی میں رد فرما دیتے اور وفات کے بعد اپنی جسمانی زندگی کا واضح ثبوت اپنے پیچھے چھوڑ جاتے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ ان تاریخی حقائق سے تبلیغی بھائیوں پر واضح ہو گیا ہوگا کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے فضائل حج میں سید احمد رفاعی کا جو قصہ نقل کیا ہے، سراسر جھوٹ ہے۔ اور اس قصہ کو صحیح مان لینے سے قرآن کی محکم آیات اور صحیح بخاری کی صحیح حدیث کا انکار لازم آتا ہے۔

ایک بات یہ بھی سوچنے کی ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی سب سے چہیتی زوجہ تھیں، انہی کی گود میں سر رکھے ہوئے آپ ﷺ نے وفات پائی اور انہی کے حجرے میں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا (بحوالہ صحیح بخاری)۔ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخری عمر تک وہیں قیام پذیر رہیں، لیکن ایک مرتبہ بھی نبی ﷺ کا دستِ مبارک قبر سے باہر نہیں نکلا کہ وہ اس کی زیارت کرتیں، اس کو چومتیں اور اپنی آنکھوں سے لگاتیں۔ تبلیغی بھائیو! ذرا سوچو کہ سید احمد رفاعی نبی ﷺ کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ پیارے تھے کہ آپ ﷺ نے انھیں اپنے دستِ مبارک کو چومنے کا موقعہ دیا۔ یا ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اشعار میں کن فیکون والی ''طاقت'' تھی کہ یوم البعث سے پہلے ہی نبی ﷺ معجزانہ طور پر زندہ ہو گئے اور اپنا دست مبارک قبر سے باہر نکال کر اپنی جسمانی زندگی کا ثبوت پیش فرما گئے، اس قصہ کے جھوٹے ہونے کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۹۰ ہزار کا مجمع تھا جس نے یہ منظر دیکھا یہ بات غور طلب ہے کہ کیا ۵۵۵ھ میں مسجد نبوی میں اتنے افراد کی گنجائش تھی جن کے موجود ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

تبلیغی بھائیو! آپ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' تو اس قسم کے شرکیہ واقعات اور عشقیہ اشعار سے ساری عمر دل بہلانے کے بعد اس دنیائے رنگ و بو سے کوچ فرما گئے ہیں اب آپ کو کیا پڑی ہے کہ ان کی کتابوں سے ایسے قصے پڑھ کر اور دوسروں کو سنا کر اپنی زندگیاں برباد کریں؟

نبی ﷺ کا اپنی قبر کی زیارت کو آنے والے شخص کو ایک عدد روٹی عطا فرمانا

''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنے روحانی ذوق کے باوصف نبی ﷺ کو مجیب الدعوات ثابت کرنے کے لیے علامہ سمہودی کی کتاب وفاء الوفا کے حوالے سے یہ جھوٹا قصہ نقل کیا ہے۔ پڑھیے اور ''شیخ الحدیث صاحب'' کے علم کی داد دیجیے۔ لکھتے ہیں کہ ''ابن جلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا، مجھ پر فاقہ تھا میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا 'حضور ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں'۔ مجھے کچھ غنودگی سی آگئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی''۔ (فضائل حج : ۱۸۸)

تبلیغی بھائیو! کسی ہوٹل کے قریب سے گزرتے ہوئے یا کسی بس ویگن وغیرہ میں سفر کرتے ہوئے زندگی میں کبھی نہ کبھی قوالی کے یہ رسیلے بول ضرور بالضرور آپ کے کانوں سے ٹکرائے ہوں گے

ع جو کچھ بھی مانگنا ہے در مصطفیٰ سے مانگ　　اللہ کے حبیب شہ انبیاء سے مانگ

قوال یہ الفاظ اپنی مخصوص لے میں طبلے کی تھاپ پر بار بار ادا کر کے جس عقیدے کی تبلیغ

کرتا ہے وہ عقیدہ قرآن وحدیث کے اندر تو کہیں نہیں ملتا بلکہ یہ تو خلاصہ ہے ''شیخ الحدیث صاحب'' اور ان جیسے نام نہاد علماء کی تعلیمات کا جن کی تحریر و تقریر کے ذریعے قوال کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ نبی ﷺ مجیب الدعوات ہیں۔

حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتے تھے۔ کسی صحیح روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی نے بھوک اور افلاس کی حالت میں قبر نبوی کا رخ کیا ہو اور اللہ کے بجائے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا ہو، لیکن بعد کے ادوار میں جسے اسلام کے زمانہ انحطاط کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جب ابن جلاء جیسے علامہ ظاہر ہوئے اور ان کے ''کارناموں'' کے سبب ان لوگوں کو ہادی ومرشد وغیرہ کے القابات سے یاد کیا جانے لگا تو ان کی دسیسہ کاریوں سے قبر نبوی آہستہ آہستہ مرجع خلائق بن گئی اور نبی ﷺ کے بارے میں اس قسم کے بے سروپا قصے مشہور ہو گئے۔ مانا کہ ابن جلاء نے قبر نبوی پر حاضر ہو کر اپنی فاقہ مستی کا تذکرہ کیا ہوگا لیکن نبی ﷺ نے اس کے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے روٹی عطا کی ہو، یہ بالفعل ناممکن اور فی الحقیقت من گھڑت ہے۔ روٹی کا قصہ ابن جلاء نے نبی ﷺ کو مجیب الدعوات ثابت کرنے کے لیے گھڑا ہے۔

تبلیغی بھائیو! ابن جلاء کے ان الفاظ پر غور کرو: مجھ پر فاقہ تھا............مجھ پر کچھ غنودگی سی آگئی............'' یعنی قبر نبوی کے قریب اسے نیند آگئی۔ عام حالات میں تو بھوک کی حالت میں نیند آنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن روٹی کا یہ قصہ جس سے نبی ﷺ کا مجیب الدعوات ہونا ثابت ہوتا ہے ابن جلاء کے بیدار ہونے کی صورت میں مکمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے عادت عامہ کے خلاف ابن جلاء نے شدید بھوک کی حالت میں بھی قبر نبوی کے پاس نیند لا کر قصے کو مکمل کر دیا۔ قصہ گوئی بھی بہر حال ایک فن ہے، جب روٹی کا یہ قصہ اس کے ذہن میں آیا ہوگا اس وقت اس کے وہم گمان میں بھی یہ بات نہیں ہوگی کہ اسکے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ''شیخ الحدیث صاحب'' جیسی قد آور شخصیات دنیا میں آنے والی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر نبوی پر پڑھے جانے والے ایک خط کا قصہ

علامہ سمہودی کی کتاب وفاء الوفا کے حوالے سے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اس خط کا قصہ نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''ابو محمد اشبیلی کہتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے، زندگی سے مایوسی ہوگئی، وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی ضلال نے ایک خط حضور اقدس کی خدمت اقدس میں لکھا، اس میں چند شعر بھی لکھے جو وفاء الوفا میں مذکور ہیں۔ وہ خط حجاج کے قافلے میں ایک شخص کو دے دیا، اس میں بیماری سے صحت کی دعا کی درخواست تھی، وہ قافلہ جب مدینے پاک پہنچا اور وہ خط قبر شریف پر پڑھا گیا، اسی وقت وہ بیمار اچھا ہو گیا۔ جب وہ شخص جس کے ہاتھ خط گیا تھا حج سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تھا گویا کبھی بیماری اس کو پہنچی ہی نہیں'' (فضائل حج:۱۹۵)

واہ واہ! کیا سماں باندھا ہے قصہ گو نے کہ اِدھر قبر نبوی پر وزیر موصوف کا خط پڑھ کر سنایا گیا اُدھر غرناطے کا ایک لاعلاج مریض یوں روبصحت ہو گیا گویا وہ کبھی بیمار ہوا ہی نہ تھا۔ نبی ﷺ کو الحی، السمیع، حاجت روا اور مشکل کشا ثابت کرنے کے لیے ان علامہ صاحبان نے کیسے کیسے قصے گھڑ رکھے ہیں اور دوسری طرف ان قصوں کو بار بار پڑھنے والے تبلیغی بھائی زبان سے یہ کلمات ادا کرتے نہیں تھکتے کہ ''اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین''۔ قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ ان الفاظ میں منقول ہوا ہے:

وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ﴿الشعراء : ۸۰﴾

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔

اور ایوب علیہ السلام کا عقیدہ ان دعائیہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿الانبیاء : ۸۳﴾

مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

لیکن تبلیغی بھائیو! آپ کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے فضائل حج میں خط کا یہ قصہ نقل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن میں سابقہ انبیاء کے حوالے سے بیان کیا جانے والا یہ عقیدہ کہ بیماروں کو شفا

بخشنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، پرانے زمانے کی بات ہے۔ اور یہ کہ اب بیماروں کو شفا دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو سونپ دیا ہے! سوال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بیماروں کو شفا دینے کا اختیار آپ ﷺ کو دے رکھا تھا تو آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ اختیار کیوں نہیں استعمال فرمایا، آپ ﷺ کی بیوی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ ﷺ کی صاحبزادیاں رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ ﷺ کے تین کم سن بچے مختلف امراض کا شکار کیوں ہوئے؟ اور سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ خود کیوں شدید بیمار ہوئے اور وہ بیماری کیوں آپ کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی؟ ان دلائل کی بنیاد پر کیوں نہ کہا جائے کہ ابو محمد اشبیلی نے خط کا قصہ گھڑ کے اور ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اسے فضائل حج میں نقل کر کے نبی ﷺ کو اللہ کی قدرت میں شریک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہو سکتا ہے خط کا یہ قصہ جس دور میں گھڑا گیا اس دور میں قبر پرستی کی وبا عام ہونے کے سبب وزیر موصوف نے کوئی خط نبی ﷺ کے نام لکھا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خط وزیر موصوف کے حکم پر قبر نبوی پر پڑھا بھی گیا ہو۔ لیکن خط پڑھتے ہی غرناطہ میں رہنے والا مریض اچھا ہو گیا، یہ نرا جھوٹ ہے۔ اس بات کی تصدیق کرنا نبی ﷺ کو اِلٰہ تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔

تبلیغی بھائیو! نبی ﷺ کو اِلٰہ ثابت کرنے کے لیے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے بڑی محنت کی ہے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے عربی کے بے شمار کتابوں کی ورق گردانی کر کے فضائل حج میں اس مضمون کے جھوٹے قصے لوگوں کے پڑھنے کے لیے جمع کیے ہیں۔ لیکن ذیل میں ہم مسلم کی جو حدیث نقل کر رہے ہیں اسے پڑھ کر آپ کو ''شیخ الحدیث صاحب'' کی ساری محنت پر پانی پھرتا ہوا محسوس ہوگا۔ حدیث ملاحظہ فرمایئے:

صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم مؤذن کی اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دیا جائے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ اور جو کوئی میرے لیے وسیلہ طلب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ فوت ہونے کے بعد نبی ﷺ کی روح مبارک جنت کے سب سے اعلیٰ مقام الوسیلہ میں ہے۔ چنانچہ جب روح مبارک الوسیلہ میں ہے تو ماننا پڑے گا کہ قبر کے اندر آپ کا جسد بے روح ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وزیر موصوف کا سفارشی خط سن کر غرناطہ کے رہنے والے مریض لادوا کو شفا دینے، احمد رفاعی کے دو شعر سن کر قبر سے دست مبارک باہر نکالنے، شیخ ابراھیم بن شیبان کو سلام کا جواب دینے، ابن جلاء کو خواب میں روٹی دینے اور اس مضمون کے بے شمار دیگر قصے جو ''شیخ الحدیث صاحب'' نے نبی ﷺ کو قبر میں زندہ ثابت کرنے کے لیے فضائل حج میں جمع کیے ہیں، سب کے سب بے بنیاد اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ تبلیغی بھائیو! ہم نے حق وباطل پوری طرح کھول کر آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اب تو آپ کو ان دونوں کا فرق نظر آجانا چاہیے۔ اب تک ہم فضائل حج کے ایک سو پچانوے (۱۹۵) صفحات کھنگال چکے ہیں اور سو ۱۰۰ سے زائد ابھی باقی ہیں۔ لیکن آخر تک جانا بے فائدہ ہے کیونکہ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے باقی ماندہ صفحات میں بھی اسی قسم کا جھوٹ جمع کر رکھا ہے۔ بالخصوص روض الریاحین وغیرہ کے حوالے سے موصوف نے اللہ والوں کے جو ستر (۷۰) قصے نقل کیے ہیں وہ کذب وافتراء میں اپنی مثال آپ ہیں۔ البتہ یہ جھوٹے قصے نقل کرنے کے بعد اقبال جرم کے طور پر ''شیخ الحدیث صاحب'' نے جو الفاظ حوالہ قرطاس کیے ہیں وہ ہم تبلیغی بھائیوں کی معلومات کے لیے ذیل میں نقل کیے دیتے ہیں۔

اقبال جرم

''شیخ الحدیث صاحب'' لکھتے ہیں کہ ''ان واقعات میں تین امر قابل ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ احوال اور واقعات جو گذرے ہیں وہ عشق اور محبت پر مبنی ہیں۔ اور عشق کے قوانین عام قوانین سے بالاتر ہوتے ہیں۔ عشق کے ضوابط کسی اُصول کے ماتحت نہیں ہوتے، نہ یہ پڑھنے لکھنے سے آتے ہیں، بلکہ یہ عشق پیدا کرنے سے آتے ہیں۔

ع عاشقی ہے بند آنکھیں کر کے لٹ جانے کا نام (فضائل حج : ۳۱۹)

''شیخ الحدیث صاحب'' نے لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ اقبال جرم تو کر ہی لیا اور تسلیم کر لیا ہے کہ یہ سارے واقعات جو انہوں نے فضائل حج میں نقل کیے ہیں اُن کا اصول ونصوص سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا وہ بے بنیاد ہیں۔ یہ ثبوت دستیاب ہونے کے بعد بھی اگر تبلیغی بھائی ''شیخ الحدیث صاحب'' کے بارے میں کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا ہوں تو اس بے حسی کا کوئی علاج نہیں ہے!

فضائل درود

اس وقت فضائل کے سلسلے کی چوتھی اور آخری کتاب ''فضائل درود'' ہمارے سامنے ہے۔ اس کے کُل ایک سو چالیس (۱۴۰) صفحات ہیں۔ دارالاشاعت کراچی نمبر 1 نے یہ کتاب شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فضائل اعمال اور فضائل صدقات کے ناقدانہ جائزہ سے ہم تبلیغی بھائیوں کے علم میں یہ بات لا چکے ہیں کہ جھوٹی روایات اور فرضی واقعات کے بل بوتے پر ''شیخ الحدیث صاحب'' نے بعض اکابرین اور دین تصوف کے بعض بزرگوں کو الوہی صفات کا مالک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور فوت شدہ صوفیوں کو موصوف نے اپنے زور قلم سے ''سخی'' تک ثابت کر دکھایا ہے۔ فضائل حج کے ابتدائی اوراق میں بھی یہی مقصد ان کے پیش نظر رہا، لیکن زیارت مدینہ کے باب کا آغاز کرتے ہی ''شیخ'' نے پینترا بدلا اور ان کی تمام تر توجہ نبی ﷺ کو قبر میں زندہ ثابت کرنے پر مرکوز ہو گئی۔ موصوف نے حصول مقصد کے لیے جھوٹی روایتوں اور حکایتوں کے علاوہ مسالک اربعہ کے مشہور ''صحیفوں'' سے بھی بھرپور استفادہ کیا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی دیکھتے آرہے ہیں کہ ہم قرآن کی محکم آیات اور صحیح احادیث کی مدد سے ''شیخ الحدیث صاحب'' کے بیان کردہ قصوں اور ان کی ہر باطل دلیل کو رد کرتے آرہے ہیں۔ الحمدللہ!

تبلیغی بھائیو، دوستو اور بزرگو! درود کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے کوئی صاحب ایمان درود کی فضیلت سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن درود کی آڑ میں آپ کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے ''فضائل درود'' میں دین وایمان کے ساتھ جو کھیل کھیلا ہے، اور جس طرح اللہ کے آخری رسول ﷺ کو مقام رسالت سے اٹھا کر مقام الوہیت تک پہنچانے کی کوشش کی ہے، اسے بھی کوئی بندۂ مومن ٹھنڈے پیٹوں برداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرسکتا۔

زیر تبصرہ کتاب (فضائل درود) کتنی بلند پایہ ہے اور اس کے اندر چھیڑے گئے مباحث کتنے بامقصد اور مبنی برحق ہیں، اس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کے نصف سے زائد حصے میں خوابوں کے قصے ہیں۔ تبلیغی بھائیوں کی عبرت کے لیے فضائل درود کے حوالے سے آئندہ کچھ خواب بیان کئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں ملا جامی کی مثنوی اور مولوی محمد قاسم صاحب (بانی دارالعلوم دیوبند) کے مشہور قصیدے، قصیدۂ بہاریہ کا ایک شعر بھی نقل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آدم علیہ السلام کے نکاح کا قصہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ آپ آئندہ سطور میں پڑھیں گے۔

اُصولی بات:۔

فضائل درود کے ٹائیٹل پر جہاں مؤلف موصوف کا نام بمع القابات لکھا ہوا ہے اس سے ذرا نیچے ''حواشی بتعاون فضلاء، مظاہر العلوم سہار نپور و دارالعلوم دیوبند و ندوۃ العلماء لکھنو'' کے الفاظ تحریر کر کے ناشر نے واضح کر دیا ہے کہ اگرچہ فضائل درود کے مؤلف تنہا ''شیخ الحدیث صاحب'' ہیں لیکن ان کی اس معرکۃ الآرا کتاب کو محولہ بالا تینوں مدارس سے وابستہ علماء و فضلاء کی تائید حاصل ہے۔ یہ وضاحت چونکہ فضائل درود کو ایک مستند کتاب کے طور پر روشناس کروانے کے لیے کی گئی ہے، اس لیے آئندہ اوراق میں فضائل درود کے حوالے سے ہم جو تلخ وشریں آپ کے سامنے لائیں گے اصولاً اس کا ذمہ داران تینوں مدارس کے زعما کو قرار دیا جائے گا۔

طرزِ استدلال:۔

قرآن حکیم کی جو آیت ذیل میں نقل کی جارہی ہے یہ آیت پہلے بھی تبلیغی بھائیوں کی اصلاح کے لیے پیش کی جاچکی ہے، یہاں پھر اس کی ضرورت محسوس ہورہی ہے اس لیے قندِ مکرر کے طور پر دوبارہ ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴿النساء : ۵۹﴾

پس اگر تمہارا کسی معاملے میں آپس میں اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔

یہ آیت بتلاتی ہے کہ دین سے متعلق کسی بھی موضوع پر بحث کرتے ہوئے قرآن وحدیث پر انحصار کرنا چاہیے۔ اور جملہ مسائل کے حل کے لیے انہی دو چیزوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس کے برعکس ''شیخ الحدیث صاحب'' نے جو انداز بیان اختیار کیا ہے اور اپنے مؤقف کے ثبوت کے لیے جو طرزِ استدلال اپنایا ہے اس سے ہم تبلیغی بھائیوں کو فضائل حج پر تبصرہ کرتے ہوئے آگاہ کر چکے ہیں۔ ذیل میں فضائل درود کی فصل اوّل کی چیدہ چیدہ نگارشات نقل کی جارہی ہیں جن کی فہرست تو طویل ہے لیکن بطور نمونہ کچھ پیش کی گئی ہیں، پڑھیے اور ''شیخ الحدیث صاحب'' کے طرزِ استدلال کی داد دیجئے۔

لکھتے ہیں ''علامہ سخاوی لکھتے ہیں ....علماء نے لکھا ہے .... حافظ ابن حجر کہتے ہیں ....حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں.........امیر مصطفیٰ ترکمانی حنفی کی کتاب میں لکھا ہے .... ایسے ہی علامہ نیشاپوری سے بھی نقل کیا ہے ....علامہ سخاوی فرماتے ہیں ....علامہ سخاوی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے.........علامہ زرقانی شرح مواہب میں نقل کرتے ہیں .... حافظ عزیز الدین عبدالسلام کہتے ہیں.........علامہ رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے.........حافظ ابن حجر لکھتے ہیں.........وغیرہ''۔ (فضائل درود : ۶ تا ۳۴)

تبلیغی بھائیو! ''شیخ الحدیث صاحب'' کا یہ طرزِ استدلال آپ کو دعوتِ فکر دے رہا ہے، ذرا سوچیے! جس شخص نے کبھی براہِ راست قرآن وحدیث سے دین کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی، جس شخص کے فہم ودانش اور تبلیغ دین کا تمام تر انحصار مسلکی کتابوں کے اقوال وملفوظات پر تھا، جس کے ایمان وعقیدے کا دارومدار دوسروں کی رائے اور قیاس پر تھا، جس شخص کی اپنی کوئی سوچ اور کوئی رائے تھی ہی نہیں، اس کی خوشہ چینی اور اس کی حاشیہ برداری سے بھلا آپ کو کیا حاصل ہوگا؟

ملائکہ سیاحین والی جھوٹی روایت سے ''شیخ الحدیث صاحب'' کا غلط استدلال

فضائل درود میں ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ روایت نقل کی ہے۔

عَنْ اَبْنِ مَسْعُوْد عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُبَلِّغُونِيْ مِنْ اُمَّتِي السَّلَامَ

(رواہ نسائی و ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب.........)

ابن مسعودؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

(فضائل درود : ۱۸)

غیر صحاح کے حوالے سے متعدد دیگر روایات بھی ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنے شرکیہ موقف کی تائید میں نقل کی ہیں۔ ان سب روایتوں پر تبصرہ طوالت کا باعث ہوگا، لہٰذا ہم صرف نسائی کی محولہ بالا روایت پر ہی جرح کریں گے اور اس جرح کے نتیجے میں تبلیغی بھائیوں کو اس مضمون کی دوسری روایتوں کی اصلیت بن دیکھے ہی معلوم ہو جائے گی۔

تبلیغی بھائیو! اس روایت کی اصلیت پر پردہ ڈالنے کے لیے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اس کی پوری سند بیان نہیں کی، لیکن ہم آپ کی اطلاع کے لیے عرض کیے دیتے ہیں کہ یہ روایت زاذان کوفی نے اپنی طرف سے وضع کر کے عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب کی ہے اور اس روایت کے ساقط الاعتبار ہونے کی ایک اہم دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے بے شمار شاگردوں میں سے ماسوائے زاذان کے کسی دوسرے شخص نے یہ روایت بیان نہیں کی اور اس روایت کے معاملے میں زاذان منفرد ہے، یہ روایت سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے کیونکہ زاذان پر شدید جرح کی گئی ہے۔ ابن حجر نے اس کے بارے میں تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کان یخطئ کثیرا یعنی وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا (تہذیب التہذیب: المجلد الثانی : ۴۵۸ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت) اور تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں فیہ شیعۃ زاذان میں شیعت ہے (تقریب التہذیب : ۱۰۵)

تبلیغی بھائیو! ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنی تصانیف میں جگہ جگہ ابن حجر کی کتابوں کے حوالے نقل کیے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کو ان پر پورا اعتماد تھا۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ ابن حجر نے جو زاذان پر جرح کی ہے ''شیخ الحدیث صاحب'' اسے بھی ملحوظ رکھتے اور زاذان کی

وضع کردہ روایت کو فضائل درود میں جگہ نہ دیتے لیکن یہ موضوع روایت نقل کر کے انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ خود کسی اصول کے پابند نہیں بلکہ وہ ہمیشہ اپنے مفاد کو عزیز رکھتے ہیں، شیخ الحدیث ہونے کے باوجود وہ حصول مقصد کے تحت اصول کو پس پشت ڈال دینے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے۔

جو کوئی خالی الذہن ہو کر زاذان اور اس کی خانہ ساز روایت کی تحقیق کرے گا اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اور سب سے بڑی دلیل اس روایت کے قابل رد ہونے کی یہ ہے کہ یہ روایت قرآن کے بتائے ہوئے عقیدے کے خلاف ہے۔ قرآن کی متعدد آیات کے آخر میں آپ نے یہ الفاظ پڑھے ہوں گے ''وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ '' یعنی تمام معاملات اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اور سورہ ہود کی آخری آیت کے یہ الفاظ بھی ضرور آپ کی نظر سے گذرے ہوں گے۔ ''وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ '' یعنی سارے کے سارے معاملات اللہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

تبلیغی بھائیو! ذرا غور سے سنو کُلُّهٗ کا لفظ درود و سلام پر بھی محیط ہے۔ یعنی جو شخص نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے فرشتے نبی ﷺ کی خدمت میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے پیش کرتے ہیں۔ اگر درود و سلام پڑھنے والا شخص صحیح العقیدہ مومن ہو تو اسے بھی اس کا ثواب ملتا ہے اور نبی ﷺ کو بھی۔ اس کے برعکس درود و سلام پڑھنے والا شخص مشرکانہ عقائد کا حامل ہو اور وہ یہ سمجھ کر درود و سلام پڑھتا ہے کہ نبی ﷺ سنیں گے اور خوش ہوں گے تو باقی اعمال صالحہ کی طرح اللہ تعالیٰ اس شخص کا پڑھا ہوا درود و سلام بھی رد فرما دیتا ہے، اور ثواب کے بجائے اس کے نامہ اعمال میں ایک اور گناہ کا اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا یہ عمل اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے نہیں بلکہ غیر اللہ کے لیے ہوتا ہے۔

قرآن کی درج بالا آیات کا یہی مفہوم ہے۔ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے ان لاریب آیات کے مقابلے میں زاذان کی جھوٹی روایت پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بعض اعمال (درود و سلام) اللہ کے بجائے براہ راست نبی ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت خاص میں جس کا ذکر قرآن کی متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے نبی ﷺ بھی شریک ہیں۔

تبلیغی بھائیو! آپ کو اس بات کا کچھ احساس ہوا ہے کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' اور ان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے گذرے ہوئے آئمہ نے مذکورہ جھوٹی روایت کی بنیاد پر عرضِ اعمال کا مشرکانہ عقیدہ ایجاد کر کے نبی ﷺ کی اُمت کے خلاف کتنی بڑی سازش کی ہے اور ان کی ہلاکت و بربادی کا کتنا خطرناک منصوبہ بنایا ہے۔ اتنے واضح دلائل سامنے آنے کے باوجود اگر آپ لوگوں کو اس بات کا احساس نہ ہو تو آپ کی عقل و خرد پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔

تبلیغی بھائیو! زاذان کی روایت کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس سے خواہ مخواہ یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ دنیا میں جو ہر آن لاکھوں کروڑوں آدمی نماز میں یا نماز کے علاوہ نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں آپ ﷺ بیک وقت ان سب کا درود و سلام سنتے اور سمجھتے ہوں گے۔ حالانکہ یہ قدرت زندگی میں بھی آپ ﷺ کو حاصل نہیں تھی۔ یعنی نبی ﷺ زندگی میں ایک وقت میں ایک ہی آدمی کی بات سنتے اور اس کا جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہے

''ابو ھریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے ان سے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک گنوار آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ اپنی باتوں میں مشغول رہے۔ کچھ لوگ کہنے لگے آپ ﷺ نے گنوار کی بات سنی لیکن پسند نہ فرمائی۔ کچھ لوگوں نے کہا آپ ﷺ نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ جب آپ ﷺ اپنی بات پوری کر چکے تو میں سمجھتا ہوں یوں فرمایا وہ قیامت کو پوچھنے والا کہاں گیا؟ اس گنوار نے کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا! ''جب امانت اٹھ جائے تو قیامت کا منتظر رہ'' اس نے کہا امانت کیونکر اٹھ جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ''جب کام نااہل آدمی کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا منتظر رہ''۔ (صحیح بخاری کتاب العلم؛ باب فضل العلم)

نبی ﷺ کی زندگی سے متعلق اس قسم کے اور بھی کئی واقعات صحیح احادیث میں منقول ہوئے ہیں لیکن ''شیخ الحدیث صاحب'' نے قصداً ان واقعات کو نظر انداز کیا کیونکہ یہ واقعات ان کے عقیدے کی نفی اور ان کے مؤقف کی تردید کرتے ہیں۔

ایک اور دلیل زاذان کی روایت کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ اسے صحیح تسلیم کر لینے سے یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ خود نبی ﷺ اپنی صلوٰۃ (نماز) میں جو درود و سلام پڑھتے ہوں گے اسے بھی فرشتے

اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی بجائے الٹا آپ ﷺ پر ہی پیش کر دیتے ہوں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا جو عمل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہی نہیں کیا جاتا ہوگا اس کے اجر و ثواب سے بھی آپ ﷺ محروم رہتے ہونگے۔

تبلیغی بھائیو! دیکھا آپ نے زاذان کی جھوٹی روایت کو صحیح تسلیم کر لینے کے بعد قدرتی طور پر جو افکار و خیالات نبی ﷺ کے بارے میں انسان کے ذہن میں جنم لیتے ہیں، کس قدر مضحکہ خیز ہیں۔

زاذان کی جھوٹی روایت کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد لامحالہ یہ بات بھی تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ روزانہ لاکھوں کروڑوں انسان دن کے پانچ اوقات میں جیسے تیسے صلوٰۃ (نماز) ادا کرتے ہیں، اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں کسی کی پوری صلوٰۃ (نماز) پیش نہیں کی جاتی بلکہ قعدہ کے اندر پڑھے جانے والے ہر نمازی کے درود و سلام کو ملائکہ سیاحین لے لیتے ہیں اور اسے براہ راست نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں۔ نیز اللہ جل شانہٗ کے حضور ہر نمازی کی بغیر درود ناقص صلوٰۃ ہی پہنچتی ہے! یہ نظریہ جہاں یہ ثابت کرتا ہے کہ درود و سلام کا ثواب کسی نمازی کو نہیں ملتا وہاں یہ بات بھی ذہن نشین کراتا ہے کہ اِلٰہ ایک نہیں دو ہیں (معاذ اللہ)۔ اس جرح کی روشنی میں اظہار حق کے طور پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ تبلیغی جماعت اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے گویا دو الہوں کے عقیدے کو فروغ دے رہی ہے۔ اور اس کا ''اللہ سے ہونے اور غیر سے کچھ نہ ہونے کا نعرہ'' محض ڈھونگ ہے، تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ اب یہ لوگ درج ذیل آیت کے صحیح مصداق ہو چکے ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

﴿التوبہ : ۳۱﴾

انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے بجائے رب بنا لیا ہے حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ اِلٰہ واحد کی بندگی کریں۔ اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔ وہ پاک ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سطور بالا میں تبلیغی جماعت کے بارے میں ہم نے جو موقف اختیار کیا ہے آئندہ صفحات اسی موقف کے ثبوت کے لیے وقف ہوں گے۔ اپنے موقف کے ثبوت میں ہم فضائل درود کے حوالے سے کچھ قصے نقل کریں گے اور تبلیغی بھائیوں کو دکھائیں گے کہ ان قصوں کی بنیاد پر ان کے "شیخ الحدیث صاحب" نے اپنے اکابرین کی پیروی میں کس طرح نبی ﷺ کو دوسرا رب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ یاد رکھیے! فضائل درود کے حوالے سے جو قصے آپ کے سامنے لائے جا رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر خواب وخیال سے متعلق ہیں۔

درود کی برکت سے جہاز ڈوبتے بچ نکلا

"شیخ الحدیث صاحب" رقمطراز ہیں کہ "منہاج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ ضریر بھی تھے انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا، اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی، اسی حالت میں رسول ﷺ نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں، ہنوز تین سو بار پر نوبت پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی۔ وہ درود یہ ہے۔..................(فضائل درود : ۹۹)

درود کے الفاظ ہم نے اس وجہ سے نقل نہیں کئے کہ یہ درود جعلی ہے یعنی حدیث کی کسی کتاب میں نہیں آیا۔

تبلیغی بھائیو! ہم جو آپ کی اصلاح کے لیے کہا کرتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے دین کا دارومدار قال اللہ وقال الرسول پر نہیں بلکہ نام نہاد بزرگوں کے ارشادات پر ہے، تو یہ قصہ ہماری اس بات کا تازہ ثبوت ہے۔ دیکھئے اس بزرگ نیک صالح ضریر صاحب نے اپنی بزرگی چمکانے اور نبی ﷺ کو عالم الغیب، حاجت روا اور مشکل کشا ثابت کرنے کے لیے کتنا عظیم جھوٹ بولا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "جہاز ڈوبنے لگا..........اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی.........." کوئی باشعور شخص اس بات کی تصدیق نہیں کرسکتا۔ کیونکہ انسان ہونے کے ناطے سب جانتے ہیں کہ اس قسم کی خوفناک صورت حال سے دوچار ہونے کے بعد آدمی کے اوسان خطا ہوجاتے ہیں، نیند، اونگھ اور غنودگی وغیرہ بالکل قریب نہیں

آتی۔ موت کے ڈر سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ جان بچانے کے لیے آدمی سہارا تلاش کرتا اور جدوجہد کرتا ہے۔ لیکن یہ بزرگ نیک صالح ضریر کہتے ہیں کہ اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی یعنی نیند آ گئی یہ بالکل قرین قیاس نہیں۔ اور اس بزرگ نیک صالح ضریر نے نبی ﷺ پر کتنا بڑا جھوٹ باندھا ہے، کہتے ہیں کہ اس حالت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاز والے یہ درود ہزار بار پڑھیں۔ حالانکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مصیبت کے وقت آپ ﷺ درود کی بجائے اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اس کی وحدانیت اور عظمت کا اقرار کرتے تھے۔ جیسا کہ بخاری کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سختی اور مصیبت کے وقت یوں دعا فرماتے

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ (بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من جھد البلاء)

اے اللہ میں بلا کی شدت اور بدبختی کی آفت اور تقدیر کی زحمت اور دشمنوں کی فرحت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ایک اور روایت میں اس قسم کے کچھ الفاظ زیادہ بھی ہیں۔

لیکن مصیبت کے وقت درود پڑھنے کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے چنانچہ یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی میں تو نبی ﷺ نے عند الکرب یہ دعا تعلیم فرمائی ہو اور وفات کے بعد جہاز والوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا ہو، اور درود بھی ایسا جس کا زبان رسالت سے کوئی تعلق ثابت ہی نہیں ہوتا۔ یہ بات بھی باعث حیرت ہے کہ وفات کے بعد نبی ﷺ نے کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غنودگی میں کوئی ہدایات نہ دیں جن سے فتنوں کا سدباب ہوتا، لیکن شیخ الحدیث کے بیان کردہ قصوں میں نبی ﷺ کا غنودگی یا خواب میں آتے رہنا ایک عام معمول ہے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ کتاب اللہ کے مطابق تو نبی ﷺ کی زندگی میں ہی دین مکمل ہوچکا تو اب وفات کے بعد دین میں ترامیم اور اضافے کیسے؟ صحیح بخاری کی محولہ بالا حدیث "شیخ الحدیث صاحب" کی نظر سے بھی ضرور گزری ہوگی لیکن اس حدیث کو انہوں نے اس لیے درخور اعتنا نہیں سمجھا کہ یہ ان کے عقیدے اور موقف کے خلاف تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درود کی فضیلت کا ایک عجیب قصہ

بدیع کے حوالے سے "شیخ الحدیث صاحب" نے لکھا ہے کہ "شیخ المشائخ حضرت شبلی نور اللہ مرقدہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی مرگیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کیا گزری؟ اس نے کہا شبلی بہت سخت سخت پریشانیاں گزریں اور مجھ پر منکر نکیر کے سوال کے وقت گڑبڑ ہونے لگی، میں نے اپنے دل میں سوچا یا اللہ! یہ مصیبت کہاں سے آ رہی ہے کیا میں اسلام پر نہیں مرا! مجھے ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کی بے احتیاطی کی سزا ہے۔ جب ان دونوں فرشتوں نے میرے عذاب کا ارادہ کیا تو فوراً ایک نہایت حسین شخص میرے اور ان کے درمیان حائل ہوگیا اور اس میں سے نہایت ہی بہتر خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے مجھے فرشتوں کے جواب بتا دیے میں نے فوراً کہہ دیے۔ میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ایک آدمی ہوں جو تیرے کثرتِ درود سے پیدا کیا گیا ہوں۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں" (فضائل درود : ۱۰۶)

تبلیغی بھائیو! اس قصہ کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ شبلی کے خواب کا قصہ ہے قرآن وحدیث کی بات نہیں ہے۔ شبلی نے یہ قصہ گھڑ کے اور آپ کے "شیخ الحدیث صاحب" نے اسے فضائل درود میں نقل کر کے ارکان دین کی اہمیت کو ختم کرنے اور توحید ورسالت پر ایمان کو غیر ضروری اور صوم وصلوٰۃ اور حج وزکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کو بے فائدہ مشقت باور کرانے کی کوشش کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ منکر نکیر کی پکڑ سے بچنے کا سب سے آسان اور سستا طریقہ یہ ہے کہ انسان کثرت سے درود پڑھا کرے۔ بس یہی کافی ہے۔ شاید یہ انہی حضرات کی تعلیمات کا نتیجہ ہے کہ اکثر لوگ پانچ وقت کی فرض صلوٰۃ نہیں پڑھتے لیکن درود کثرت سے پڑھتے ہیں۔

شبلی کا خواب ہمارے روزمرہ مشاہدات پر بھی پورا نہیں اترتا۔ ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ جو چہرے حالت منام میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں اور جن لوگوں سے خواب میں ہماری ملاقات ہوتی ہے ان سے بالکل مختصر بات ہوتی ہے اور پھر فوراً ہی منظر بدل جاتا ہے۔ شبلی اور ان کے مرے ہوئے پڑوسی

کی طرح اتنی طویل ملاقات اور لمبی گفتگو بالکل نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ہم سب کے مشاہدے کی بات ہے کہ خواب میں ہونے والی باتیں آنکھ کھلنے کے بعد ٹھیک طور پر یاد بھی نہیں رہتیں کہ شبلی کی طرح حرف بحرف دوسروں سے بیان کی جاسکیں۔ لہٰذا یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے شبلی کے خواب کا جو قصہ درود کی فضیلت کے ثبوت میں نقل کیا ہے سراسر جھوٹ ہے۔ ایک اور دلیل اس قصہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے اس میں منکر نکیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ منکر نکیر کا نام ترمذی کی ایک ضعیف روایت میں آیا ہے۔ اس روایت کے متعلق امام ترمذی نے خود کہا ہے کہ یہ غریب ہے۔ ثبوت کے لیے دیکھئے......

(جامع ترمذی ابواب الجنائز: باب ما جاء فی عذاب القبر)

ابن آدم کو درود کی برکت سے ملاء اعلیٰ کی امامت کا اعزاز حاصل ہوگیا

یہ پانچویں فصل کی انتیسویں (۲۹) حکایت ہے۔ "شیخ الحدیث صاحب" نے بدیع (یعنی قبیح) کے حوالے سے نقل فرمائی۔ لکھتے ہیں "جعفر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور محدث) حضرت ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امامت نماز میں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ عالی مرتبہ کس چیز سے ملا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ اور جب حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک لکھتا تو حضور اقدس ﷺ کے نام نامی پر صلوٰۃ وسلام (ﷺ) لکھتا اور حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتا ہے"۔ (فضائل درود : ۱۰۸)

بلاشبہ صلوٰۃ وسلام کی فضیلت تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور رسول ﷺ سے محبت کا لازمی تقاضہ ہے لیکن یہ حکایت نقل فرما کر "شیخ الحدیث صاحب" نے فی الحقیقت دوسروں کو ملاءِ اعلیٰ کی امامت کا بلند مرتبہ حاصل کرنے کا آسان نسخہ بتایا ہے۔ اغلب گمان یہی ہے کہ انہوں نے اس نسخے پر خود بھی ضرور عمل کیا ہوگا۔ اگر دانستہ طور پر عمل نہیں کیا جب بھی ان کی تصنیفات میں درج صلوٰۃ وسلام مطلوبہ مقدار سے کم نہیں ہوگا اور اگر اس میں وہ صلوٰۃ وسلام بھی ملا لیا جائے جو انہوں نے اپنی طویل عمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی زبان سے پڑھا ہے تو حاصل جمع یقیناً دس لاکھ سے کہیں زیادہ ہوگا۔ اب اتنا زیادہ ثواب لوٹنے کے باوجود اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ابوزرعہ نے ان کے لیے جگہ خالی کی ہے یا ابھی تک خود ہی فرشتوں کی امامت کیے جا رہے ہیں۔ کبھی کبھی لوگ جھوٹ کی یلغار سے گھبرا کر احتجاجاً بول اٹھتے ہیں کہ "بھئی جھوٹ کے بھی کوئی حد ہوتی ہے" ہمارے خیال میں یہ بات کسی کتاب میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اگر ایسی ویسی کوئی کتاب دنیا میں موجود ہوتی تو "شیخ الحدیث صاحب" کے علم میں ضرور ہوتی۔ کیونکہ موصوف کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

ایک دفعہ درود پڑھنے سے ستر ہزار مردوں کو بخش دیا گیا

"شیخ الحدیث صاحب" نے درج ذیل حکایت "مردے کو خواب میں دیکھنے کا عمل" کے عنوان سے بیان کی ہے۔ لیکن مضمون کی مناسبت سے ہم اس کو مذکورہ عنوان کے تحت نقل کر رہے ہیں۔ اس عنوان پر قیاس کر کے شاید آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ مُردوں نے خود ہی درود شریف پڑھا ہوگا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ معاملے کی حقیقت جاننے کے لیے یہ حکایت آپ کو غور سے پڑھنا ہوگی۔ حکایت ذرا لمبی ہے اس لیے ہم آپ سے پیشگی معذرت طلب کرتے ہیں۔ "شیخ الحدیث صاحب" لکھتے ہیں "ایک عورت حسن بصری کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا میری تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد " اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ " پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی ﷺ پر درود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اس پر ہے، دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ صبح کو اٹھ کر پھر حضرت حسن بصری کے پاس گئی۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر شاید اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔ اگلے دن حضرت حسن نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک نہایت حسین و جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نور کا

تاج ہے۔ وہ کہنے لگی حسن تم نے مجھے بھی پہچانا؟ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (عشا کے بعد سونے تک) حضرت حسن نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا؟ اس نے کہا کہ ہم ستر ہزار (۷۰۰۰۰) آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا درود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رُتبہ نصیب ہوا (بدیع)"۔

(فضائل درود پانچویں فصل کی چھتیسویں حکایت : ۱۱۲، ۱۱۳)۔

لیجیے "شیخ الحدیث صاحب" نے یہ جھوٹا قصہ نقل کر کے مُردہ لڑکی کو بھی عالم الغیب ثابت کر دیا۔

علامہ سخاوی کی فضیلت کی کھانی خود انھی کی زبانی

یہ پانچوی فصل کی چالیسویں حکایت ہے۔ لکھا ہے "علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن ارسلانؒ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب "قول بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع" جو حضور اقدس ﷺ پر درود ہی کے بیان میں علامہ سخاویؒ کی مشہور تالیف ہے اور اس رسالہ کے اکثر مضامین اسی سے لیے گئے ہیں۔ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی گئی۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ اور میں اللہ اور اس کے پاک رسول ﷺ کی طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور دارین میں انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ پس تو بھی اے مخاطب اپنے پاک نبی ﷺ کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتے رہا کر اور دل و زبان سے حضور اقدس ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتے رہا کر۔ اس لیے کہ تیرا درود حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچایا جاتا ہے۔اور تیرا نام حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔(بدیع)''
(فضائل درود : ۱۱۵، ۱۱۶)

ہمارا ارادہ تو یہی تھا کہ اب چند اقتباسات بلا تبصرہ پیش کریں گے۔لیکن سلسلہ بیان میں اب ایک ایسی کہانی آگئی ہے کہ ہم اس پر مہر بلب نہیں رہ سکتے۔یہ خواب کی کہانی جس میں علامہ سخاوی نے اپنی زبانی اپنی فضیلت اور اپنی کتاب کی اہمیت و افادیت اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، نرا جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔علامہ سخاوی نے نبی ﷺ پر اتنا بڑا جھوٹ باندھا ہے جو ارض و سما کی حدود میں سما نہیں سکتا بھلا آپ ﷺ ایسی مخرب ایمان کتاب کو کیونکر قبول فرما سکتے ہیں۔جس کی ایک ایک حکایت کتاب وسنت کی جملہ تعلیمات کا انکار و تضحیک ہے اور اس کی ایک ایک سطر شرک کا پرچار کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔بے شمار لوگوں نے خوابوں کے ذریعے اپنی بزرگی جتانے کے لیے اس قسم کے دعوے کیے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔قرون اولیٰ میں یعنی جب اسلام کا دورِ انحطاط شروع نہیں ہوا تھا تو اس قماش کے لوگوں کا مسلم دنیا میں قطعاً کوئی مقام نہیں تھا۔لیکن ایمان میں بگاڑ کے بعد قدریں بدل گئیں۔اور اب حال یہ ہے کہ جس کی زبان و قلم سے جتنا زیادہ جھوٹ سرزد ہوا وہ لوگوں کی نگاہ میں اتنا ہی بڑا بزرگ ٹھہرا! جہاں تک ''شیخ الحدیث صاحب'' کی بات ہے تو ہم ان کی رواداری اور فراخدلی کی بنیاد پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر بالفرض مرزا غلام احمد قادیانی بھی یہ دعوی کرتا کہ ''مجھے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے اپنی کتاب ''کشتی نوح'' آپ کی خدمت میں پیش کی، آپ نے اس کو قبول فرمایا'' وغیرہ وغیرہ۔تو مرزا کے اس دعوے کو بھی شاید فضائل درود میں کہیں نہ کہیں جگہ مل جاتی۔جس شخص کے دین و ایمان کی بنیاد خوابوں پر ہی ہو اس سے اس قسم کی توقع رکھنا بے جا نہیں ہے۔

رہی علامہ سخاوی کی یہ بات کہ ''تیرا درود حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر میں پہنچایا جاتا ہے اور تیرا نام حضور اقدس کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے'' تو اس کتاب یعنی فضائل درود پر تبصرہ کے آغاز میں ہم نے قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کی وضاحت کردی ہے۔اب اس کی تکرار کی ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔البتہ علامہ سخاوی کے اس دعوے کے حوالے سے ہم یہ الفاظ کہنے کی ضرور جسارت کریں

گے کہ علامہ صاحب کی تحریروں نے قرآن وحدیث کی تضحیک وتحقیر میں کوئی کمی نہیں چھوڑی! ہم اپنے دعوے کے ثبوت میں سخاوی کے حوالے سے ایک اور قصہ نقل کررہے ہیں۔

ایک پاگل کی یہ رفعت شان کہ نبی ﷺ اس کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے

فضائل درود کی پانچویں فصل کی بیالیسویں حکایت ملاحظہ فرمایئے ''شیخ الحدیث صاحب'' رقمطراز ہیں ''علامہ سخاوی، ابوبکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلیؒ آئے ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہوگئے، ان سے معانقہ کیا، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے۔حضور اقدس ﷺ کھڑے ہوگئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ...... آخر تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے''۔(فضائل درود : ۱۱۶)

ایک پاگل کو بزرگ ثابت کرنے کیلئے کیسا جھوٹا قصہ تخلیق کیا گیا ہے!

اللہ کی قدرت اور تصرف میں نبی ﷺ کو شریک ثابت کرنے والی ایک جھوٹی حکایت

''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ حکایت غزالی کی مشہور کتاب احیاء العلوم کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔پڑھیے اور فضائل درود اور احیاء العلوم کے مولفین کو داد دیجئے۔لکھتے ہیں ''امام غزالی نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصری سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جارہا تھا کہ ایک شخص میرا رفیق سفر ہوگیا۔وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا۔میں نے اس سے کثرت دورد کا سبب پوچھا۔اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لیے حاضر ہوا تو میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماں باپ بھی ساتھ تھے، جب ہم لوٹنے لگے تو ایک منزل پر سو گئے، میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا تھا کہ اُٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا۔ مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے بڑے ڈنڈے تھے، مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرے والے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالی نے تیرے باپ کے چہرے کو سفید کر دیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ قربان آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا نام محمد ہے (ﷺ) اس کے بعد سے میں نے حضور اقدس ﷺ پر درود کبھی نہیں چھوڑا"۔ (فضائل درود : ۱۱۸،۱۱۷)

ذرا سوچئے! کہ جس شخص کا باپ مر جائے اور میت کا یہ حال ہو جائے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس کو ٹھکانے لگائے بغیر اس کے بیٹے کی آنکھ کیسے لگ سکتی ہے اور وہ چین کی نیند کیسے سو سکتا ہے دراصل دروغ گو بے سروپا ہوتا ہے۔ یہ حکایت وضع کرنے والے نے وضع کرتے وقت یہی سوچا ہوگا اور اسے فضائل درود میں نقل کرتے وقت "شیخ الحدیث صاحب" بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں گے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کرے گا کیونکہ اس میں نبی ﷺ کا نام آتا ہے۔

اس مضمون کی ایک اور حکایت

"شیخ الحدیث صاحب" رقمطراز ہیں کہ "نزہۃ المجالس میں ایک اور قصہ اسی نوع کا ابو حامد قزوینی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص اور اس کا بیٹا دونوں سفر کر رہے تھے، راستہ میں باپ کا انتقال ہو گیا اور اس کا سر (منہ وغیرہ) سور جیسا ہو گیا۔ وہ بیٹا بہت رویا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا اور عاجزی کی۔ اتنے میں اس کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا تھا تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اس لیے یہ صورت بدل گئی۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے اس لیے کہ

جب یہ آپ ﷺ کا مبارک ذکر سنتا تھا تو درود بھیجتا تھا۔ آپ ﷺ کی سفارش پر اس کو اس کی اپنی اصلی صورت پر لوٹا دیا گیا"۔ (فضائل درود : ۱۱۸)

دیکھ رہے ہیں آپ؟ یہاں پھر مغالطہ آرائی کا ثبوت دیا جا رہا ہے۔ مہربان باپ زندگی کی بازی ہار گیا اور اس کی شکل سور جیسی ہو گئی لیکن اتنا بڑا سانحہ رونما ہونے کے باوجود باپ کی میت کے بالکل قریب بیٹے کی آنکھ لگ گئی۔ نہ جانے یہ لوگ کہاں بیٹھ کر اتنا عریاں جھوٹ افترا کرتے رہے ہیں، اور نہ جانے "شیخ الحدیث صاحب" نے اس جھوٹ کو آئندہ نسلوں کو منتقل فرما کر کتنا ثواب کمایا ہوگا!

ایک الزام کہ نبی ﷺ نے مُردہ عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا

یہ بڑی حیا سوز اور گستاخانہ قسم کی حکایت ہے اور ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ ان صفحات میں اس کو نقل کیا جائے۔ لیکن اس لئے نقل کی جا رہی ہے تا کہ دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے تبلیغ کے نام پر کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "حافظ ابو نعیم" حضرت سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا، میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے" اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد " میں نے کہا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے (یا محض اپنی رائے سے)؟ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوری۔ اس نے کہا عراق والے سفیان؟ میں کہا ہاں۔ کہنے لگا کیا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے اور دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے، اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا، میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مر گئی) اس کا منہ کالا ہو گیا، اس کا پیٹ پھول گیا۔ جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے۔ میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا اسنے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کیا؟ انہوں نے فرمایا میں تیرا نبی (ﷺ) ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اللھم صل علی محمد پڑھا کر"۔ (فضائل درود : ۱۲۰، ۱۲۱)

گویا کہ یہ خواب کا قصہ نہیں بلکہ دیکھنے والے (رجل مجہول) نے جاگتی آنکھوں سے ایک آدمی کو بادل سے اترتے ہوئے اور اپنی ماں کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھا، لیکن اس حرکت سے اس آدمی کو اس لئے منع نہیں کیا کہ اس کو پہلے سے یہ علم تھا کہ بادل سے نمودار ہونے والا یہ آدمی نبی ﷺ ہی ہوں گے۔ بڑی طلسماتی کہانی ہے یہ! ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ اس کہانی کے موجد نے "سیف الملوک جیل" کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ جہاں تک نبی ﷺ کے دوبارہ دنیا میں آنے کا سوال ہے تو آپ ﷺ کی وفات کے بعد اُمت مسلمہ میں کیسے کیسے فتنے رونما ہوئے، اصحاب رسول ﷺ پر کیسی کیسی آزمائشیں آئیں، جمل اور صفین کی لڑائیوں میں کتنی جانیں ضائع ہوئیں لیکن کسی موقعہ پر آپ ﷺ کو بادل سے نزول فرما کر زمین پر قدم رکھتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ لیکن ایک اجنبی عورت کا مرنا اور اس کے منہ کا کالا ہونا اور پیٹ کا پھولنا (جیسا کہ کہانی میں بیان کیا گیا ہے) کائنات کا کتنا بڑا سانحہ تھا کہ اس کے رونما ہونے پر آپ ﷺ کو برزخ کی آڑ عبور کر کے عالم محسوس میں آنا پڑا!! اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کے تشریف لائے بغیر یہ کہانی مکمل نہیں ہوسکتی تھی۔

اس کے برعکس ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم آپ ﷺ کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا۔ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت کے وقت صرف زبان سے فرما دیتے کہ میں نے تم سے اس اقرار پر بیعت لے لی۔
(بحوالہ صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الممتحنہ)۔

لیکن یہ کہانی بتا رہی ہے کہ اس موقعہ پر نبی ﷺ نے اپنی سابقہ زندگی اور شریعت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر اس اجنبی عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ کسی بے حیا نے اپنے

مشرکانہ ذوق کی تسکین کے لیے نبی ﷺ کی ذات پر کتنا سنگین الزام عائد کیا ہے اور پھر اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے سفیان ثوری اور ابونعیم (فضل بن دکین) جیسے ثقہ راویوں سے اس کہانی کو منسوب کر کے خود بری الذمہ ہوگیا ہے۔ صحاح ستہ میں ان دونوں راویوں کے حوالے سے کئی احادیث منقول ہوئی ہیں لیکن اس حکایت کا کہیں نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ یہی دلیل اس کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس حکایت کے ذریعہ صرف یہی نہیں کہ نبی ﷺ کے بارے میں گستاخی کی گئی ہے بلکہ سفیان ثوری اور ابونعیم کو بھی مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گویا کہ یہ حکایت وضع کرنے والے نے دوہرے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور چونکہ "شیخ الحدیث صاحب" نے اسے سچ مان کر فضائل درود میں نقل کیا ہے اس لیے وہ اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔

یہ بات غور طلب ہے کہ کیا ان واقعات سے ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ کے نبی ﷺ مشکل کشا، حاجت روا، متصرف فی الامور اور عالم الغیب ہیں، اور کیا "شیخ الحدیث صاحب" نے ان واقعات کو بیان کر کے دیوبند کے عقائد کی عمارت کو زمین بوس نہیں کر دیا!

نبی ﷺ کی روح مقدس کا آسمان سے اُترنا اور شاہ ولی اللہ کے لیے روٹی کی سوغات لانا

"شیخ الحدیث صاحب" تحریر فرماتے ہیں "ہمارے حضرت اقدس شیخ المشائخ مسند ہند، امیر المومنین فی الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ اپنے رسالہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، جس میں انہوں چالیس خواب یا مکاشفات اپنے یا اپنے والد ماجد کی زیارت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے ہیں، اس میں نمبر۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے بہت ہی بھوک لگی (نہ معلوم کتنے دن کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ جل شانہٗ سے دعا کی تو میں نے دیکھا نبی ﷺ کی روح مقدس آسمان سے اتری، اور حضور کے ساتھ ایک روٹی تھی۔ گویا اللہ جل شانہٗ نے حضور ﷺ کو ارشاد فرمایا تھا کہ روٹی مجھے مرحمت فرمائیں"۔ (فضائل درود : ۱۲۴، ۱۲۵)

یہ بھی خواب کی روداد نہیں بلکہ ہندوستان کے شہر دہلی کے ایک بندے نے دن کی روشنی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے سر کی آنکھوں سے ایک مقدس روح کو آسمان سے روٹی کی سوغات لے کر اترتے ہوئے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ روح نبی ﷺ ہی کی روح ہے سبحانك هذا بهتان عظيم ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جب اس بندے نے بھوک سے بے قرار ہو کر مالک عرش سے روٹی کا سوال کیا تھا تو جس طرح معمول کے مطابق ہر بنی آدم کو اور فرش خاک پر آباد تمام مخلوقات کو شب و روز رزق دیا جاتا ہے اسی طرح اس سوالی کو بھی دے دیا جاتا اور عالم اسباب کے عام ذرائع سے اس کی بھوک کا مداوا کر دیا جاتا، بھلا کرشمہ کاری کی کیا ضرورت تھی اور اس کرشمہ کاری کے لیے جنت میں مقیم نبی ﷺ کی روح مبارک کو زحمت دینے اور اس بندے کی خدمت پر مامور کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات اس نوازش اور توجہ کی سب سے زیادہ مستحق تھیں لیکن ان میں سے کسی ایک کے لئے بھی ''روح مقدس'' آسمان سے روٹی سالن لے کر نہیں اتری، لیکن اس بندے کیلئے جنت کی نعمتوں کو خیر آباد کہہ کر ''روح مقدس'' اس لیے زمین پر اُتر پڑی کہ اس کے اُترے بغیر یہ حکایت مکمل نہیں ہو سکتی تھی، کیا خوب! دراصل روحوں کے آنے جانے کا نظریہ قدیم فلاسفروں اور ہندوؤں کا نظریہ ہے۔ ہندومت اور ان فلاسفروں میں اس نظریے کیلئے آواگون اور تناسخ کی اصطلاحیں رائج ہیں۔ اسلام اس نظریے کو رد کرتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں رب کریم و رحیم و علیم نے دو ٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ ﴿الزمر : ۴۲﴾

پس وہ جس کی موت کا فیصلہ کر لیتا ہے اس کی روح کو (اپنے ہاں) روک لیتا ہے۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿المومنون : ۱۰۰﴾

اور ان (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ (آڑ) ہے اس دن تک کیلئے جب وہ (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔

روح کے متعلق قرآن نے جو نظریہ پیش کیا ہے شاہ صاحب اس سے بے خبر نہیں تھے لیکن ہندوستانی ہونے کے ناطے ان کے دل و دماغ پر ہندی تہذیب کا اثر اتنا گہرا تھا کہ قرآن کے نصوص بھی اس اثر کو زائل کرنے میں ناکام رہے، یہی وجہ ہے کہ روح کی کرشمہ کاریوں کی متعدد کہانیاں ان کی

کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کہانیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی روح مبارک شاہ صاحب پر صرف ایک بار نہیں بلکہ ان کی حیاتِ مستعار میں بار بار نازل ہوتی رہی ہے اور ان کی تربیت کرتی رہی ہے۔ اس کھیل کو شاہ صاحب نے مکاشفہ کا نام دیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی کتابوں میں ذاتی تجربے کی بنیاد پر کچھ ایسے گر بھی بتلائے ہیں کہ ایک عامل ان کی مدد سے جب چاہے مطلوبہ روح کو عالم برزخ سے اپنے روبرو بلا سکتا ہے اور اس روح سے برزخ کے حالات دریافت کر سکتا ہے۔ ہمارے خیال میں دین کے تعلق سے شاہ صاحب کی سب سے اہم اور بڑی خدمت وہ چالیس عدد احادیث ہیں جو انہوں نے مذکورہ کتاب (الدر الثمین) میں نقل فرمائی ہیں۔ ان احادیث میں کچھ تو ان کے والد ماجد نے خواب میں نبی ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنی ہیں اور کچھ انہوں نے براہ راست نبی ﷺ کی روح مبارک سے نقل فرمائی ہیں۔ اس طرح سرمایہ حدیث کی کمی انہوں نے پوری کر دی ہے۔ غالباً اسی سبب سے برصغیر میں اُمتِ مسلمہ کے نام سے پائے جانے والے چھوٹے بڑے تمام فرقوں (بریلویوں، دیوبندیوں، اہلحدیثوں) میں شاہ صاحب یکساں طور پر مقبول ہیں اور صرف ''شیخ الحدیث صاحب'' ہی نہیں بلکہ تمام فرقے انہیں امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ برصغیر میں دین انہوں نے اور ان کے والد صاحب نے ہی پھیلایا ہے۔

شاہ صاحب کی خدمات کا ذکر تو ضمناً بیچ میں آ گیا ورنہ ہمارا اصل مقصد ان سطور میں ''شیخ الحدیث صاحب'' کی خدمات سے دنیا والوں کو آگاہ کرنا ہے۔ ''شیخ الحدیث صاحب'' کی دو کتابوں (فضائل حج اور فضائل درود) کے جو اقتباسات آپ کی نظر سے گزرے ہیں ان کے حوالے سے آپ نے دیکھا کہ موصوف نے کسی جگہ کتاب اللہ کے خلاف یہ ثابت کیا ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر کے اندر زندہ ہیں اور صرف درود و سلام ہی نہیں سنتے بلکہ زائرین کی التجائیں اور دعائیں بھی سنتے ہیں۔ اور اگر کوئی عاشقِ صادق اصرار کرے تو قبر سے اپنا دستِ مبارک باہر نکال کر دکھا بھی دیتے ہیں اور پھر وہ عاشق صادق آپ کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے کی سعادت بھی حاصل کر لیتا ہے۔ کہیں ثابت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ تہامہ (حجاز) کی طرف سے اُڑ کر آنے والے بادل میں سوار ہو کر آتے ہیں اور ایک اجنبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُردہ عورت کے منہ اور پیٹ پر (نعوذ باللہ) ہاتھ پھیر کر اس کی اور اس کے بیٹے کی مصیبت کا ازالہ فرماتے ہیں اور اس اقتباس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ کی روح مقدس آسمان سے اترتی ہے اور آپ ﷺ شاہ ولی اللہ صاحب کے لیے روٹی کی سوغات ہمراہ لا کر ان کی بھوک کا مداوا فرماتے ہیں۔ اب آپ اپنے ہی ضمیر سے پوچھیں کہ اس قسم کی متضاد حکایات و روایات کی بھرمار سے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے کس دین کی خدمت کی ہے۔ تبلیغی بھائیوں کو جب کتاب اللہ کے حوالے سے سمجھایا جاتا ہے کہ نبی ﷺ قبر میں نہیں بلکہ جنت میں زندہ ہیں تو ان میں سے بعض کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل صحیح ہے اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ لیکن اس لمحے جب کتابوں کے حوالے سے ان کے سامنے یہ بات رکھی جاتی ہے کہ آپ کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنے نوکِ قلم سے نبی ﷺ کو دوسرا ربّ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تو سنی ان سنی کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ﴿البقرة : ۲۵٦﴾

پس جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

نبی ﷺ کو عالم الغیب ثابت کرنے والا ایک بے بنیاد قصہ

''شیخ الحدیث صاحب'' رقمطراز ہیں کہ ''قصہ یہ سنا تھا کہ ملا جامی نور اللہ مرقدہ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ تھا کہ روضہ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے، جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی، حضور اقدس ﷺ نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کر دی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ چھپ کر مدینے کی طرف چل دیے۔ امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ آ رہا ہے، اس کو یہاں نہ آنے

دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا، ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور اقدس کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آ کر میرے قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا، جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت عزت واحترام کیا گیا''۔

یہ قصہ نقل کرنے کے بعد ''شیخ الحدیث صاحب'' لکھتے ہیں کہ ''اس قصہ کے سننے میں یا یاد رکھنے میں تو اس ناکارہ کو تردد نہیں، لیکن اس وقت اپنے ضعف بینائی اور امراض کی وجہ سے مراجعت کتب سے معذوری ہے۔ ناظرین میں سے کسی کو کسی کتاب میں اس کا حوالہ اس ناکارہ کی زندگی میں ملے تو اس ناکارہ کو بھی مطلع فرما کر ممنوں فرمائیں اور مرنے کے بعد اگر ملے تو حاشیہ میں اضافہ فرما دیں'' اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''ایک ملاقات میں سلسلہ گفتگو کے دوران میں نے محترم مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب سے اس قصہ کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ آج میں زندگی میں دوسری بار آپ سے یہ قصہ سن رہا ہوں۔ اس سے قبل میں نے علاقہ مقر افغانستان کے ایک بہت بڑے عالم ملا علی محمد اخندزادہ معروف بعلی جان صاحب سے یہی قصہ ذرا فرق سے سنا تھا، لیکن کسی کتاب کا حوالہ انہوں نے دیا تھا نہ کہیں میری نظر سے گزرا ہے''۔ (فضائل درود : ۱۳۰، ۱۳۱)

اب تو قبر میں ''شیخ الحدیث صاحب'' کی ہڈیاں بھی خاک ہو چکی ہوں گی، لیکن ابھی تک ان کے متبعین کو درج بالا قصے کا حوالہ نہیں ملا، اگر ملتا تو فضائل درود کے حاشیئے میں لکھ دیا جاتا۔ دراصل امیر مکہ کے خوابوں پر مشتمل یہ جھوٹا قصہ جس میں ملا جامی کی فضیلت کا ذکر ہے اور جس کا حوالہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کو اپنی حیاتِ مستعار کے دوران کسی کتاب میں نہیں مل سکا۔ موصوف نے ضعف بصارت اور گوناگوں امراض کے باوجود محض اس خیال سے فضائل درود کی زینت بنا لیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت اور اس کے تصرف واختیار میں نبی ﷺ کے شریک اور ساجھی ہونے کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ مصافحہ کیلئے ہاتھ نکلنے سے جو فتنہ ہوتا اس کے سدباب کے لیے نبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتین دفعہ امیر مکہ کے خواب میں آنا پڑا، لیکن احمد رفاعی سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلنے میں کوئی فتنہ نہ ہوا امثل مشہور ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد

ایک انتہائی عبرت ناک واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے تبلیغی جماعت میں شامل میرا ایک انتہائی قریبی رشتہ دار صلوٰۃ الجمعہ کے لیے شہر کی ایک مسجد میں گیا، اس مسجد کا خطیب بھی اتفاق سے قصہ گو تھا۔ اس نے اپنی اردو کی تقریر میں ملا جامی کی فضیلت والا یہی جھوٹا قصہ چھیڑ دیا، قصہ سن کران صاحب کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور غصے میں بھرے ہوئے گھر واپس آگئے۔ اہل خانہ نے جب ان کی پریشانی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے ماجرا کہہ سنایا۔ اس پر تمام اہل خانہ نے ان صاحب کو داد دی۔

ہم نے یہ قصہ حرف بحرف اس لیے نقل کیا ہے تاکہ ان صاحب کو اور ان کے اہل خانہ کو جو بھی تبلیغی ہیں معلوم ہو جائے کہ ملا جامی کی فضیلت والا یہ جھوٹا قصہ خود ان کے اپنے شیخ الحدیث صاحب کی کتاب فضائل درود میں لکھا ہوا موجود ہے۔ شاید اس انکشاف کے بعد ان سب کی غیرت ایمانی جاگ اٹھے اور وہ دین حق کی طرف رجوع کرلیں۔

مثنوی ملا جامی

سطور بالا میں منقول قصہ میں جامی کے جن اشعار کے بارے میں کہا گیا ہے کہ موصوف یہ اشعار قبر نبوی پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ دراصل ملا جامی کی مثنوی ہے، یہ مثنوی فارسی زبان میں ہے۔ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اردو دان طبقے کے فائدے کے پیش نظر مدرسہ مظاہر العلوم (سہارنپور) کے ناظم مولوی اسعد اللہ صاحب سے اس مثنوی کا اردو میں ترجمہ کروا کے فضائل درود میں لکھ دیا ہے۔ اور ترجمہ سے پہلے مثنوی کے بتیس (۳۲) اشعار بھی نقل کیے ہیں تاکہ فارسی جاننے والے انہیں پڑھ کر اپنا ایمان برباد کرتے رہیں ملا جامی کتنے بزرگ تھے اور اس مثنوی میں انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہ جاننے کے لیے پوری مثنوی پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا پہلا شعر (مطلع) ہی اپنے اندر یہ

ساری تفصیل سمیٹے ہوئے ہے، ملاحظہ فرمائیے، لکھا ہے کہ:

ع زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم (فضائل درود:۱۳۲)

مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ:

آپ کے فراق میں دنیا مری جا رہی ہے اے اللہ کے نبی رحم کیجئے، اے اللہ کے نبی رحم کیجئے

شعر کا پہلا مصرع غیر حقیقی اور بے مقصد ہے۔ اور دوسرے مصرع میں غیر اللہ کی پکار ہے۔ کیونکہ اس مصرع میں ملا جامی نے اللہ کے بجائے اللہ کے نبی ﷺ سے رحم کی اپیل کی ہے۔ جبکہ اللہ کی کتاب غیر اللہ کی پکار کو کفر وشرک سے تعبیر کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿المؤمنون: ۱۱۷﴾

اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو پکارتا ہے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے، تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہی ہوگا۔ بات یہ ہے کہ کافر ہرگز فلاح یاب نہیں ہوں گے۔

سورۃ یونس میں غیر اللہ کی پکار کو ظلم کہا گیا ہے اور سورۃ جن میں شرک کہا گیا ہے۔

قرآن کی تعلیم یہ ہے اور ملا جامی کی مثنوی کی ابتدا ہی غیر اللہ کی پکار سے ہو رہی ہے۔ قرآن کے اس ارشاد کی بنیاد پر ہم برملا کہتے ہیں کہ امیر مکہ کے خوابوں کا قصہ سفید جھوٹ ہے، اگر یہ سچ ہوتا اور نبی ﷺ امیر مکہ کے خوابوں میں آئے ہوتے تو ملا جامی کے اشعار (مثنوی) کے بارے میں تعریفی کلمات کہنے کے بجائے امیر مکہ کو یہ حکم دیتے کہ اس دیوانے شاعر کے کوڑے لگاؤ اور اس کی زبان کاٹ ڈالو تاکہ آئندہ کبھی اس قسم کے کفریہ اشعار کہنے کی اسے جرأت نہ ہو!

قصیدہ بہاریہ

یہ قصیدہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب (بانی دارالعلوم دیوبند) کے ذہن کی تخلیق ہے۔ فضائل درود کے آخر میں اس کے چھیاسٹھ (۶۶) اشعار ''شیخ الحدیث صاحب'' نے نقل کیے ہیں۔ اس قصیدہ کا صرف ایک شعر ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے، اس سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی ﷺ، مولوی قاسم صاحب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر میں کیا تھے۔ شعر یوں ہے:

ع طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدأ الآثار

معلوم ہوا کہ مولوی قاسم صاحب کی نظر میں نبی ﷺ مبدأ الآثار یعنی باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ اور اللہ کی سچی کتاب کی تعلیم یہ ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿الذریات: ۵۶﴾

اور جنوں اور انسانوں کو ہم نے صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ ہماری بندگی کریں۔

اس کے مقابلے میں قاسم نانوتوی کا بیان کردہ عقیدہ تو عیسائیت کا چربہ معلوم ہوتا ہے۔ تقابل کے لیے ذیل میں بائبل کی چند آیات نقل کی جا رہی ہیں:

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا o یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا o سب چیزیں اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی o اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی o اور نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اسے قبول نہ کیا o ایک آدمی یوحنا نام آموجود ہوا جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا o یہ گواہی کے لیے آیا کہ نور کی گواہی دے تا کہ سب اس کے وسیلہ سے ایمان لائیں o وہ خود (یوحنا) تو نور نہ تھا مگر نور (عیسیٰ ؑ) کی گواہی دینے کو آیا تھا o حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ دنیا میں آنے کو تھا o وہ دنیا میں تھا اور دنیا اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئی ...."

(یوحنا کی انجیل باب 1 آیات 1 تا 10 کتاب مقدس شائع کردہ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور)

بائبل کی اس عبارت سے واضح ہے کہ عیسائی عیسیٰ ؑ کو مبدأ الآثار اور باعثِ تخلیقِ کائنات تصور کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے نبی ﷺ کے مبدأ الآثار اور باعثِ تخلیقِ کائنات ہونے کا عقیدہ محرف شدہ انجیل کی انہی آیات سے لیا گیا ہے۔ جبکہ قرآن کی مذکورہ بالا صرف ایک آیت اس من گھڑت عقیدہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کافی ہے۔

آیت کی تکرار: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

"اور نہیں پیدا کیا ہم نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ ہماری بندگی کریں"۔ نیز

"زمین پر جو کچھ ہے وہ انسانوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے"۔ ﴿البقرہ: ۲۹﴾

پس ثابت ہوا کہ کائنات کی پیدائش نہ تو عیسیٰ ؑ کے وسیلے سے ہوئی اور نہ نبی ﷺ کے وسیلے سے، بلکہ تخلیقِ کائنات کی غرض وغایت اللہ کی بندگی کا حق ادا کرنا ہے۔ لیکن جس طرح بدقسمتی سے عیسیٰ ؑ کے ماننے والوں نے ان کی محبت میں غلو کر کے انہیں الٰہ بنا ڈالا، اسی طرح نبی ﷺ کے ماننے والوں نے آپ ﷺ کی محبت میں غلو کر کے آپ ﷺ کو مقام الوہیت تک پہنچا دیا۔ حالانکہ نبی ﷺ نے اپنی امت کو یہ طرزِ عمل اپنانے سے منع فرمایا تھا۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے انہوں نے عمر ؓ سے سنا وہ منبر پر ارشاد فرما رہے تھے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو اتنا نہ بڑھانا جیسے نصاریٰ نے مریم کے بیٹے کو بڑھایا۔ میں تو محض اللہ کا بندہ ہوں پس تم بھی یہی کہو اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء: باب واذکر فی الکتب مریم)

شیخ الحدیث صاحب کا "ذوق سلیم" عرش وکرسی کی توہین

اس سے پہلے آپ فضائل حج کے حوالے سے یہ لرزہ خیز الفاظ پڑھ چکے ہیں کہ "جو حصہ (زمین) حضور کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبے سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے"۔ ذیل میں فضائل درود کی عبارت کا ایک قطعہ نقل کیا جا رہا ہے جس سے تبلیغی بھائیوں پر مزید واضح ہو جائے گا کہ عرش وکرسی کی توہین ان کے "شیخ الحدیث صاحب" کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں کہ:

"بعض نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہٗ آپ ﷺ کو قیامت کے دن عرش پر بٹھائے گا اور بعض نے کہا کہ کرسی پر بٹھائے گا"۔ (فضائل درود: ۵۱)

جھوٹے قصوں اور بے سند روایتوں کی بھرمار سے جب "شیخ الحدیث صاحب" اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ کے برابر کر چکے تو اس کے بعد عرش وکرسی میں سے کسی ایک پر آپ ﷺ کو بٹھانا بھی ضروری تھا۔ لہٰذا "شیخ الحدیث صاحب" نے یہ کارنامہ بھی سرانجام دے دیا۔

اس لیے معقول بات یہی ہے کہ آپ تبلیغی جماعت کے اربابِ بست وکشاد سے اس بات کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضاحت طلب کریں اور ان سے پوچھیں کہ یہ ''بعض'' لوگ ہیں کون؟ جن کے حوالے سے فضائل درود میں ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ کفریہ کلمات نقل کیے ہیں۔

آدم علیہ السلام کے نکاح کا قصہ

''شیخ الحدیث صاحب'' رقمطراز ہیں کہ ''شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا کہ جب حوا پیدا ہوئیں اور آدم علیہ السلام نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا۔ ملائکہ نے کہا کہ صبر کرو یہاں تک کہ نکاح نہ ہو جائے اور مہر نہ ادا کر دو۔ انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا رسول ﷺ پر تین بار درود شریف پڑھنا اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔ فقط یہ واقعات ''زاد السعید'' میں نقل کیے ہیں''۔

(فضائل درود : ۱۰۱،۱۰۲)

تبلیغی بھائیو! اس قصہ کو امر واقعہ کے طور پر قبول کرنے سے پہلے دو باتیں لازماً تسلیم کرنی پڑتی ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ فرشتے عالم الغیب ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کے نکاح سے بھی پہلے اللہ کے آخری رسول ﷺ کو پہچانتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نکاح کے لیے چونکہ نکاح خواں کا ہونا بھی ضروری ہے اس لیے ممکن ہے کہ آدم علیہ السلام کا نکاح زاد السعید کے راوی نے پڑھایا ہو اور ''شیخ الحدیث صاحب'' کا یہ قول آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ ''عالم ارواح میں اس قسم کے واقعات ناممکن نہیں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حرفِ آخر

تبلیغی بھائیو! کسی جماعت کے عقائد ونظریات اور اس کے اُصول وضوابط کی چھان بین اور تحقیق کے لیے پڑھے لکھے سنجیدہ قسم کے لوگ عموماً اس جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور تحقیق مکمل ہونے کے بعد ہی اس جماعت کے صحیح یا غلط ہونے اور اس سے وابستگی یا علیحدگی کا فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن ہم انتہائی افسوس اور معذرت کے ساتھ یہ الفاظ حوالہ قرطاس کر رہے ہیں کہ تبلیغی جماعت کی اکثریت خواہ وہ ان پڑھ ہو یا کم پڑھے لکھے افراد پر مشتمل ہو یا ان میں انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ پروفیسر اور ڈاکٹر وغیرہ ہوں، جماعت میں شامل ہونے سے پہلے قطعاً تحقیق کی زحمت گوارہ نہیں کرتے۔ بلکہ محض

دوسروں کی دیکھا دیکھی اور سنی سنائی باتوں سے متاثر ہو کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ آنکھیں بند کر کے اس جماعت میں شامل ہو چکے ہیں ہم نے ان کی خاطر اس جماعت کی کتابوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس جماعت کے نظریات سو فیصد اسلام کے خلاف ہیں۔ گزشتہ سطور میں فضائل کے سلسلے کی چاروں کتابوں، جن میں تبلیغی نصاب بھی شامل ہے، کے جائزے سے یہ بات ثابت کی جا چکی ہے۔ ہماری یہ تحقیق منظر عام پر آنے کے بعد آپ کو اپنے متعلق خواہ مخواہ ایک فیصلہ کرنا ہے۔ ہماری آپ سے بس اتنی گزارش ہے کہ آپ جو بھی فیصلہ کریں قرآن کریم کی درج ذیل آیات کو ذہن میں رکھ کر کریں، اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدہ : ۴۴)

اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ آیتوں کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (المائدہ : ۴۵)

اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ آیتوں کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (المائدہ : ۴۷)

اور جو کوئی اللہ کی نازل کردہ آیتوں کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

ان آیات کے مخاطب صرف ارباب اقتدار اور قاضی القضاۃ قسم کے لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ ومن لم یحکم کے مفہوم میں وسعت پائی جاتی ہے۔ یعنی کہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے بزرگ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتے ہیں، اللہ کے آخری رسول ﷺ مدینے والی قبر کے اندر زندہ ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ درود وسلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور قبر سے باہر آ کر کچھ کام سرانجام دیتے ہیں، یا اسی طرح کوئی شخص اسلام کی واضح تعلیمات کے خلاف کوئی بات کرتا ہے۔ تو صرف یہی نہیں کہ وہ شخص مجرم ہو گا بلکہ آپ اگر اس شخص کی بات کو رد نہیں کرتے اور اس شخص سے برأت وبیزاری کا اعلان نہیں کرتے تو عند اللہ آپ بھی مجرم قرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائیں گے اور قرآن کے انہی الفاظ کے مصداق ٹھہریں گے۔یعنی کہ صرف زبان سے اٰمنّا کہنے سے جان نہیں چھوٹے گی بلکہ ایمان کے تقاضے بھی پورے کرنے پڑیں گے۔اور غلط کو غلط، جھوٹ کو جھوٹ اور باطل کو باطل کہنا پڑے گا اور اس کے مقابلے میں حق اور سچ کی حمایت کرنی پڑے گی۔یہ ہمارا مطالبہ نہیں ہے بلکہ اس بادشاہ حقیقی اور شہنشاہِ کون ومکاں کا حکم ہے جس کا کوئی ہمسر اور ثانی نہیں ہے۔اور جسکی ذات وصفات اور جس کے حقوق واختیارات میں کائنات کی کوئی ہستی شریک نہیں ہے۔اس کا ارشاد ہے:

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿التوبہ : ۱۱۹﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ حق واضح ہونے پر اس کو مان لینے اور باطل واضح ہونے کے بعد اس سے کنارہ کش ہو جانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ضمیمہ

قارئین! تبلیغی جماعت کے شارح محمد زکریا کاندھلوی نے جس طرح اپنے زورِ قلم سے جھوٹے واقعات کو بنیاد بنا کر (جس میں اکثر و بیشتر واقعات کا تعلق خواب وخیال سے ہے) اسلامی عقائد کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے، اس کا مشاہدہ آپ پچھلے اوراق میں کر چکے ہیں۔لیکن ہماری تالیف تشنہ تکمیل ہوگی اگر اس جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کا ذکر نہ کیا جائے۔یہ ضمیمہ اسی کمی کو پورا کرنے کی غرض سے کتاب کے آخر میں لایا جا رہا ہے۔ملاحظہ فرمائیے

بانی جماعت محمد الیاس صاحب کا مثل انبیاء ہونا

الیاس صاحب کے ایک عقیدت مند محمد منظور نعمانی نے الیاس صاحب کے ملفوظات کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے۔لکھتے ہیں "ایک بار فرمایا کہ خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت ومجاہدہ سے نہیں ہوتی، کیونکہ ان کو خواب میں علومِ صحیحہ القا ہوتے ہیں، جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہوتی (علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے

قرب بڑھتا ہے)۔اسی لئے ارشاد ہے وَقُل رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا پھر فرمایا! آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القا ہوتا ہے اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے (خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر کے مشورے سے سر میں تیل کی مالش کروائی، جس سے نیند میں ترقی ہوئی)۔

آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔اللہ کا ارشاد "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیا علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو"۔

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ؛ صفحہ ۵۰، مرتبہ محمد منظور نعمانی، مدیر الفرقان لکھنؤ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنّتیوں کا بُنیادی عقیدہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں جو خالق و مالک کہلائے جانے کا مستحق ہو۔ عالم الغیب، حاضر و ناظر مختارِ کُل سمجھا جائے۔ نفع و نقصان جس کی مٹھی میں ہو۔ حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی جس کی صفت ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے جس کو پکارا جائے جس سے غائبانہ خوف کھایا جائے، اُمیدیں وابستہ کی جائیں۔ جس پر توکل کیا جائے واسطہ اور وسیلہ کے بغیر جس سے دُعائیں مانگی جائیں۔ جس کے حضور رکوع و سجدہ ہو۔ جسکے نام کی نذر و نیاز کی جائے۔ قانون سازی جس کا حق ہو۔ سب جس کے بندے اور محتاج ہوں۔ کسی کو اُس پر زور یا زبردستی کا یارا نہ ہو۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اقرار کے معنی یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسُول ہیں۔ اُن کے قول و عمل کے سامنے کسی کا قول و عمل ہرگز قابلِ قبول نہ ہوگا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کی وہی تعبیر معتبر ٹھہرے گی جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت ہے قیامت تک سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ہر شعبہ میں سند آخر ہے اور ہر قسم کی بدعت قابلِ رد۔

اِس عقیدہ کا مالک گناہ گار سے گناہ گار بندہ انجام کار جنت کی بادشاہی میں پہنچ کے رہے گا (انشاء اللہ) اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا چاہے وہ دن میں ہزار نمازیں پڑھنے والا، ہر روزہ تہجد ادا کرنے والا صائم الدھر ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ